﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

هفت روزه — انٹرنیشنل

الفضل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۲ جون ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۲

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحب زادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہو گا یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور کبھی گائیوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا کیونکہ بکری کے دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اور یہ پیش گوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمان کے بارے میں ہے کو جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تیئس برس بعد پوری ہوئی۔ .... اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا۔ تا مخالف اس گوشت کو کھاویں۔ اور اس خون کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاویں۔ اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں اور جس پر ان کے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی۔ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا۔ کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دے سکے۔ بے شک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا جب تک کہ دنیا ختم ہو جاوے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کو ان دو صفتوں کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت تھی اور میاں عبدالرحمان بکری سے مشابہت رکھتا تھا اس لئے ان کو بکری کے نام سے یاد کیا گیا۔

اور چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گزرے گا۔ اس لئے اس وحی کے مابعد آنے والے فقروں میں تسلی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں۔ جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلوموں کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا۔ اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہو گا۔ اور تیرے نام کو پورا کرے گا یعنی احمد کے نام کو جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کرے گا۔ اس لئے تو سب سے زیادہ اس کا ثناخواں ہو گا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائے گا پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے۔ اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہوں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے۔ مگر تم نہیں جانتے۔ اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وما رئینا ظلما اغیظ من ھذا) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔ اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا ....

باقی صفحہ نمبر پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کو عطا ہونے والے عظیم انعام ــ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ــ کی ایک برکت یہ ہے کہ ساری دنیا کے احباب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت سے براہ راست فیضیاب ہوتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ حضور انور کے ارشاد فرمودہ خطبات، خطابات اور بیانات سے بھی بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ اس خداداد ذریعہ رابطہ نے فاصلوں کی دیواروں کو گرا دیا ہے اور "واذا النفوس زوجت" کا ایمان افروز نظارہ ہمیں دکھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس کرم کا دل کی گہرائیوں سے شکر بجالانا ہمارا فرض ہے اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ M.T.A. سے تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

گزشتہ ایک ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر رپورٹ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے۔

ہفتہ، ۱۳ مئی ۱۹۹۵ء :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ مجلس ہوئی۔ پہلے حضور انور نے بچوں کے مابین بیت بازی کا مقابلہ کروایا۔ اور اس کے بعد بچوں کو اصحاب فیل کا واقعہ سنایا۔

اتوار، ۱۴ مئی ۱۹۹۵ء :

ماریشس کے احمدی احباب کے ساتھ حضور انور کا پروگرام "ملاقات" جو سوال و جواب پر مشتمل تھا اور اس سے پہلے ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء کو دکھایا جا چکا تھا، دوبارہ دکھایا گیا۔

سوموار، ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء :

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۸۳ لی۔

منگل، ۱۶ مئی ۱۹۹۵ء :

آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۸۴ منعقد ہوئی۔

بدھ، ۱۷ مئی ۱۹۹۵ء :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج ترجمۃ القرآن کلاس لی۔ جس میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۱ تا ۷۷ کا ترجمہ اور ضروری تشریح بیان فرمائی۔ نیز آیت نمبر ۷۰ "ومن یطع اللہ والرسول...... الخ" پر تفصیل سے گفتگو فرمائی۔

جمعرات، ۱۸ مئی ۱۹۹۵ء :

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۸ تا ۸۶ کا ترجمہ اور ضروری تشریح بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۱۹ مئی ۱۹۹۵ء :

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ نظام وصیت کی اہمیت کیا ہے اور کیا ہر احمدی کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے؟

☆ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے نشانات میں سے ایک عظیم الشان پیش گوئی کسوف خسوف کے نشانات سے تعلق رکھتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنی عظیم الشان پیش گوئی پر مشتمل یہ حدیث امت مسلمہ کے کبار محدثین کی نظروں سے کیسے اوجھل رہی اور صحاح ستہ کی کسی کتاب میں شامل نہ ہو سکی اور صرف امام دارقطنی نے اسے اپنی کتاب سنن دارقطنی میں محفوظ کیا ہے جو کہ صحاح ستہ سے کمتر درجہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

☆ اسلام کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کے تمام مذہبی احکامات اور تعلیمات انسانی ضمیر اور کا کو اپیل کرتے ہیں جبکہ ایک مردم خور کو گوشت کھاتے ہوئے کراہت نہیں آتی، اسی طرح شیعہ لوگ اپنے تقیہ کے عقیدہ کی وجہ سے جھوٹ بولتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے وغیرہ۔ اس صورت میں اسلام کے اس دعویٰ کی اہمیت کیا ہوئی؟

☆ دنیا میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے اس کا کیا حل ہے؟

☆ حضرت عیسیٰؑ کے دور کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور سے کافی مشابہت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں مبعوث ہوئے وہاں دو قبائل تھے اس لئے آپ باقی دس قبائل کے لئے ان کی طرف ہجرت کر گئے۔ کیا اس بات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت ہے؟

☆ مغربی ممالک میں چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو کام کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور والدین بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جبکہ قانون اور سوسائٹی ان کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ اس بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

حسن واحسان کا سرچشمہ

"کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ"۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر آپ اس کائنات میں حسن کے مختلف مظاہر پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی کا حسن بھی اس کا ذاتی اور کامل حسن نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی نقص اس کی ذات میں موجود ہے۔ وہ زمان و مکان کی حدود میں قید ہے۔ اسے تغیر و تبدل لازم ہے۔ اس کا حسن عارضی ہے، اسے دوام حاصل نہیں۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ جو حسین ہے وہ احسان کی صفت سے بھی متصف ہو۔ اور جو احسان کرنے والے ہیں ان میں سے بھی اکثر نیکی کرنے کے بعد احسان جتلا کر یا کسی رنگ میں تکلیف دے کر نیکی کو ضائع کر لیتے ہیں اور احسان کے پہلو سے بھی کسی کو درجہ کمال حاصل نہیں۔ البتہ ایک ذات ہے جس کی تمام خوبیاں حسن واحسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہیں اور کوئی منقصت اس کی ذات میں نہیں ہے اور اس ذات کا نام قرآن مجید کی اصطلاح کی رو سے اللہ ہے۔ وہ سرچشمہ حسن ہے۔ تمام صفات خدا کی اس کے حسن میں داخل ہیں اور ہر قسم کا حسن اس کے اسماء حسنٰی سے پھوٹتا ہے۔ "پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔ اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے جیسا کہ فرمایا "اللہ نور السماوات والارض" یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اور ہر ایک نور اسی کے نور کا پرتوہ ہے"۔ اس کا حسن اتنا عظیم اور اتنا قوی ہے کہ کوئی انسان اسے اس ظاہری آنکھ سے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا۔ ہاں وہ خود جب چاہے، جس پر چاہے اور جس قدر چاہے اپنے حسن کے جلوے ظاہر فرماتا ہے۔ کوئی شخص از خود اس حسن ازل کو نہیں پاسکتا۔ البتہ وہ خود از راہ احسان اپنے بندوں تک پہنچتا ہے اور انہیں اپنے حسن کی تجلی گاہ بناکر حسب ظرف واستعداد و حسب ضرورت اپنے نور سے منور فرماتا ہے۔ "وہی ہے جو تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے"۔ اللہ تعالیٰ کے حسن اور احسان کے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے پر معرفت کلام میں فرماتے ہیں:

> "احسان سے مراد خدا تعالیٰ کے اخلاقی نمونے ہیں جو کسی انسان نے اپنی ذات کی نسبت بچشم خود دیکھے ہوں۔ مثلاً بے کسی اور عاجزی اور کمزوری اور یتیمی کے وقت میں خدا اس کا متولی ہوا ہو۔ اور حاجتوں اور ضرورتوں کے وقت میں خدا نے خود اس کی حاجت براری کی ہو۔ اور سخت اور کمر شکن غموں کے وقت میں خدا نے اس کی مدد کی ہو اور خدا طلبی کے وقت میں بغیر توسط کسی مرشد اور ہادی کے خود خدا نے اس کی رہنمائی کی ہو۔ اور حسن سے مراد بھی خدا تعالیٰ کی وہی صفات حسنہ ہیں جو احسان کے رنگ میں ملاحظہ ہوتی ہیں۔ مثلاً خدا کی قدرت کاملہ اور رفق اور وہ لطف اور وہ ربوبیت اور وہ رحم جو خدا میں پایا جاتا ہے اور وہ عام ربوبیت اس کی جو مشاہدہ ہو رہی ہے اور وہ عام نعمتیں اس کی جو انسانوں کے آرام کے لئے بکثرت موجود ہیں اور وہ علم اس کا جس کو انسان نبیوں کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے موت اور تباہی سے بچتا ہے۔ اور اس کی یہ صفت کہ وہ بے قراروں اور درماندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خوبی کہ جو لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں وہ ان سے زیادہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ یہ تمام صفات خدا کی اس کے حسن میں داخل ہیں۔ اور پھر وہی صفات ہیں کہ جب ایک شخص خاص طور پر ان سے فیضیاب بھی ہو جاتا ہے تو وہ اس کی نسبت احسان بھی کہلاتی ہیں گو دوسرے کی نسبت فقط حسن میں داخل ہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ان صفات کو جو درحقیقت اس کا حسن اور جمال ہے احسان کے رنگ میں بھی دیکھ لیتا ہے تو اس کا ایمان نہایت درجہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ خدا کی طرف ایسا کھینچا جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آہن ربا کی طرف کھینچا جاتا ہے"۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس محبوب حقیقی کے حسن کا عرفان حاصل کرنے کے لئے اس کے ان عظیم احسانات پر غور کرنا چاہئے جو اس نے ہم پر کئے ہیں۔ اور وہ احسان بے حد و حساب ہیں جیسا کہ فرمایا "ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا" اگر تم اللہ کے احسانات کی گنتی کرنا چاہو تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ البتہ بار بار کلام مجید میں اس نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ تم خدا کی نعمتوں کا ذکر کیا کرو اور اس پر اس کا شکر بجالاؤ اور اگر تم انعامات الٰہیہ پر شکر گزاری سے کام لوگے تو وہ مزید تم پر اپنے انعامات نازل فرمائے گا۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "خدا کے ساتھ تعلق شدید پیدا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے احسان اور حسن سے تمتع اٹھایا ہو" ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے احسانات پر یعنی صفات الٰہیہ کے مختلف جلووں پر غور کرتے ہوئے اس سے محبت ذاتی کا ایک تعلق پیدا کریں۔ اور احسان شناسی سے کام لیتے ہوئے کامل صدق اور اخلاص کے ساتھ اس کے عبد شکور بنتے ہوئے حسن معاملہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبة)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

ہونے کو وہ شوخ بہت مشہور ہوا
جانے کیوں بالآخر نامنظور ہوا
اشک پہ جب الزام لگا عریانی کا
فرط حیا سے اور بھی چکنا چور ہوا
مٹتے مٹتے داغ مٹیں گے دامن کے
چھینٹوں کا یہ دور بہت بھرپور ہوا
ننگ دھڑنگ اک ٹیلہ پیلے پتھر کا
عشق کی آگ میں جل کر کوہ طور ہوا
دل بھی ایک عجائب گھر ہے یادوں کا
جتنا پاس بلایا اتنا دور ہوا
آخر پتھر پگھلا ضبط تکلم سے
کوہ ندا کا بن باسی مجبور ہوا
اپنے جہل مرکب میں وہ سمجھتا ہے
میرے قتل سے عنداللہ ماجور ہوا
دونو پر افتاد پڑی محرومی کی
ایبٹ آباد ہوا یا لائل پور ہوا
کٹتے کٹتے رات کٹی مجبوروں کی
دیکھتے دیکھتے اندھیرا کافور ہوا
مانگنے والے مانگ کہ اب بھی ملتا ہے
دل کا چین ہوا۔ آنکھوں کا نور ہوا
مضطر ہم بھی عرض کریں گے جاناں سے
فرط ادب سے دل نہ اگر مجبور ہوا

(محمد علی)

بقیہ: ارشادات عالیہ

.... جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی۔ اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی"۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد ۲۰ صـ ۷۲ تا ۷۶)

اسماء المہدی علیہ السلام

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(بشیر احمد قمر، مربی سلسلہ)

آدم

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صـ ۴۷۵)

سیدنا امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ناموں سے پکارا ہے۔ ان ناموں میں سے ایک نام آدم ہے۔ حضور اقدس ؑ نے ان تمام اسماء و صفات کا حقیقی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔

آخری زمانہ کے حقیقی آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آدم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہی تھے۔ اور آنحضرت ؐ آدم کی طرح پیدا کئے گئے۔ اس کے بعد کہ زمین پر ہر طرح کے کیڑے مکوڑے اور چارپائے اور درندے پیدا ہو گئے۔ اور جس وقت خدا نے اس مخلوق کو یعنی حیوانوں اور درندوں اور چیونٹیوں کو زمین پر پیدا کیا یعنی فاجروں اور کافروں اور دنیا پرستوں کے ہر ایک گروہ کو پیدا کیا اور آسمان میں ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی پاکوں کے نفوس مستعدہ کو ظہور میں لایا۔ تو بعد اس کے کہ اس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے، صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے .... پس شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے آدم ہیں اور امت اس نبی محمود کی ذریت کی بجا ہے"۔

(خطبہ الہامیہ (عربی عبارت کا اردو ترجمہ) روحانی خزائن جلد ۱۶، صـ ۲۵۹ تا ۲۶۱)

آدم نام میں آئندہ فتنوں اور ان سے براءت اور موجودہ زمانہ کی حالت بیان کی گئی ہے

خدائے علام الغیوب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم نام دے کر اور ان آیات کو آپ پر وحی کر کے جو آدم ؑ کے حق میں قرآن کریم میں نازل ہو چکی ہیں۔ جن میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فتنہ و فساد اور خونریزی کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے "انی اعلم مالا تعلمون" کہہ کر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر فرمایا تھا یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ آپ ؑ پر بھی ایسے ہی الزامات لگائے جائیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

" اور (لوگوں نے۔ ناقل) کہا کہ فلاں مظلوم مارا گیا اور فلانے عیسائی کے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور قتل کو میری طرف منسوب کیا تا کہ مجھے ان لوگوں میں داخل کریں جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور ظلم اور فساد سے لوگوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں ان سے بری ہوں اور ان کی یہ باتیں جو میری نسبت ہیں بالکل جھوٹی اور بہتان ہے اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے اور اسی لئے خدا نے میری طرف انہی کی زبانی وحی کی کہ کیا تو خلیفہ بناتا ہے زمین میں۔ اس آیت تک کہ "انی اعلم مالا تعلمون" اور یہ اس لئے فرمایا کہ جرات کرنے والوں کو عبرت حاصل ہو اور یہ باتیں ان کی زبان پر اس لئے جاری ہوئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی اس خبر کو پورا کریں جو پہلے مذکور ہو چکی اور اس لئے کہ میری مشابہت آدم سے فساد اور خونریزی کی تہمت میں ثابت کریں۔ پس خدا نے ان کو اپنی وحی کے ذریعہ جواب دیا اور یہ وحی اس مشرک (لیکھرام۔ ناقل) کے قتل سے پہلے جس کی نسبت ان کا گمان ہے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور اس نصرانی (عبداللہ آتھم۔ ناقل) کی موت سے پہلے جس کی نسبت ان کا گمان ہے کہ میرے دوستوں نے اس کے قتل کے لئے اس پر حملہ کیا چھپ کر شائع ہو چکی تھی۔ پس تعریف ہو اس خدا کی جس نے میری طرف سے ان باتوں کے ساتھ مدافعت کی جو آدم کے حق میں کہی گئی تھیں اور خدا سب دفاع کرنے والوں سے بہتر ہے"۔

(خطبہ الہامیہ (عربی عبارت کا اردو ترجمہ) روحانی خزائن جلد ۱۶ صـ ۲۵۱ تا ۲۵۳)

آدم نام رکھ کر اس زمانہ کے لوگوں کی دینی حالت کو بیان کیا گیا ہے

حضور انور علیہ السلام فرماتے ہیں:

" بے شک میرے پروردگار کے نزدیک میری مثال آدم کی مثال ہے اور میں پیدا نہیں کیا گیا مگر اس کے بعد کہ زمین پر چوپائے اور درندے اور چیونٹیل اور بوڑھے بھیڑئے کثرت سے پھیل گئے اور ہر ایک قسم کے وحشیوں نے جہاں تک ان سے ہو سکا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑے کی بنیاد ڈالی اور کوئی آدم نہ تھا کہ ان کے اختیار کی باگ کو ہاتھ میں لائے اور ان پر حکم بنے اور ان کی نزاعوں میں فیصلہ کی راہ نکالے۔

لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا...... آخر زمانہ کا آدم در حقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے"۔

(خطبہ الہامیہ) عربی عبارت کا اردو ترجمہ)
(روحانی خزائن جلد ۱۶، صـ ۲۵۳ تا ۲۵۷)

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد ؑ کو محمد ؐ سے تم کیسے جدا سمجھے"

نیز فرمایا:

"کیا اس زمانہ کے آدم کا کفر کرتے ہیں حالانکہ زمین کی پیٹھ پر ہر ایک قسم کا دابہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیا نہیں دیکھتے بعض لوگ کتوں کی طرح ہو گئے ہیں۔ بعض بھیڑیوں کی طرح اور بعض سؤروں کی طرح اور بعض گدھوں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں اور ایسا کوئی جانور نہیں کہ لوگوں میں سے ایک گروہ اس جیسا نہ ہو گیا ہو اور افعال میں اس کے مشابہ نہ ہو...... آیا اب تک وقت نہیں آیا کہ ان حیوانات کے بعد خدا آدم کو پیدا کرے اور اپنی روح اس میں پھونکے"۔

(خطبہ الہامیہ (عربی عبارت کا اردو ترجمہ)
روحانی خزائن جلد ۱۶ صـ ۲۳۷ تا ۲۳۹)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک ایسے رویا کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انسان کو مختلف حیوانوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب نزول المسیح میں اس رویا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"بالآخر میں ایک اور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ ہے کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں۔ جن میں بیل، گدھے، گھوڑے، کتے، سؤر، بھیڑئیے، اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بد عملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔

اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے۔ وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اس کا مونہہ ہے۔ خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد ان بنوں میں سے کسی بن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بن میں داخل ہوتا ہے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے۔ اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی۔ اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے آنکھیں اس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے انداز سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں ......"۔

حضور علیہ السلام اس کی تعبیر فرماتے ہیں کہ:

"تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صـ ۴۱۵، ۴۱۶)

اور اپنے منظوم کلام میں فرمایا:

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار
بے خدا، بے زہد و تقویٰ، بے دیانت بے صفا
بن ہے یہ دنیاء دوں طاعوں کرے اسمیں شکار
صید طاعوں مت بنو پورے بنو تم متقی
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار
بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روبہ، کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار
(در ثمین)

نیز فرمایا:

"سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا جیسا کہ مندرجہ بالا الہامات سے ظاہر ہے اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اس آدم کو بھی زمین کے حقیقی انسانوں سے خالی ہونے کے وقت میں اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جمالی سے پیدا کر کے اس میں اپنی روح پھونکی۔ کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولد پاتا۔ اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صـ ۴۷۷، ۴۷۸)

اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ کے صفحہ ۸۷ پر الہام الٰہی "اردت ان استخلف فخلقت آدم" درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" ...... اس وحی الٰہی میں میرا نام آدم رکھا گیا کیونکہ انسانی نسل کے خراب ہو جانے کے زمانہ میں میں پیدا کیا گیا۔ گویا ایسے زمانہ میں جبکہ زمین انسانوں سے خالی تھی اور جیسا کہ آدم توام پیدا کیا گیا میں بھی توام ہی پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جو مجھ سے پہلے پیدا ہوئی اور میں بعد میں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب میرے پر کامل انسانیت کے سلسلہ کا خاتمہ ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۸۰)

حضرت آدم علیہ السلام سے پیدائش کے لحاظ سے بعض مشابہتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ ؑ فرماتے ہیں:-

" ...... آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہ میں۔ اور بایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔ اور آدم کا حوا سے پہلے پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلہ دنیا کا مبدء ہے اور میرا اپنی توام ہمشیرہ سے بعد میں پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں دنیا کے سلسلہ کے خاتمہ پر آیا ہوں۔ چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر میں میری پیدائش ہے اور قمری حساب کی رو سے اب ساتواں ہزار جاتا ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۳)

آدم نام میں یہ پیش گوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خود علوم و معارف

سے نوازے گا

تیسری بات جو آدم نام رکھ کر بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا ہے اور آپ کو علم و فضل میں برتری دی گئی ہے۔ اس نام میں یہ پیش گوئی بھی تھی کہ لوگ آپ کو بے علم اور جاہل کہیں گے لیکن آپ خداتعالیٰ کی تعلیم اور اس کے سکھائے ہوئے علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے رو سے سب پر غالب آئیں گے اور دوسروں کی کم عقلی ظاہر ہوگی۔

چنانچہ آپ اپنے مخالفوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس وقت ان سے کہا جائے کہ بہت جلد خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور اس کے الہاموں کی پیروی کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ان کی آنکھیں غصہ سرخ ہو جاتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایک جاہل کی پیروی کریں۔ حالانکہ ہم اس سے زیادہ عالم ہیں۔ کیا ہم ایسے شخص کی بیعت کریں کہ اس کو علم سے کچھ حصہ نہیں اور ہم عالم ہیں"۔

(خطبہ الہامیہ (عربی عبارت کا اردو ترجمہ) روحانی خزائن جلد ۱۶ صـ ۲۳۹)

لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں قبل از وقت آپ کا نام آدم رکھ کر اس الزام کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی کہ لوگ آپ پر بے علمی کا الزام لگائیں گے وہاں اس نام سے ہی بے علمی کے اعتراض کی تردید بھی فرما دی تھی۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"..... بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کے علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا، خدا سے براہ راست ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے خدا سے ہدایت پائی۔ اور وہ ان علوم اور اسرار کا حامل ہوگا جن کا آدم خدا سے حامل ہوا"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صـ ۴۷۹، ۴۸۰)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "ایام الصلح" میں ان علوم و اسرار کے سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ:

"براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خداتعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔ مگر انصاف کی پابندی کے لئے بہتر ہوگا کہ اول تمام میری کتابیں براہین احمدیہ سے لے کر فریاد درد یعنی کتاب ابلاغ تک دیکھ لیں اور جو کچھ ان میں معارف اور بلاغت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اس کو ذہن میں رکھ لیں۔ اور پھر دوسرے لوگوں کی کتابوں کو تلاش کریں اور مجھ کو دکھلاویں کہ یہ تمام امور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں کہاں اور کس جگہ ہیں۔ اور اگر نہ دکھلا سکیں تو پھر یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں اس زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کے رو سے مہدی موعود ہونا میرا لازم آتا ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صـ ۴۰۶)

حضور علیہ السلام کی علمی قابلیت کا اقرار آپ کے مخالفین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضور علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ پر اپنے ریویو میں لکھا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی، آئندہ کی خبر نہیں .... ہمارے ان الفاظ کو اگر کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتاوے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو"۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۶، صـ ۱۶۹، ۱۷۰)

اخبار کرزن گزٹ کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے حضورؑ کی وفات پر لکھا۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی، کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں ...... نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا"۔

(کرزن گزٹ دہلی، یکم جون ۱۹۰۸ء)

آدم نام میں آپ کے عنداللہ غیر معمولی مقام و مرتبہ کی طرف بھی اشارہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آدم رکھ کر آپ کے عنداللہ غیر معمولی مقام و مرتبہ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اور نیز میرا نام آدم رکھنے میں اور بھی ایک طرف اشارہ تھا جو اس دوسرے الہام میں یعنی اس وحی الٰہی میں جو قرآنی عبارت میں مجھ کو ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے اور وہ وحی یہ ہے:

"قال انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا۔ قال انی اعلم مالا تعلمون"۔

یعنی میری نسبت خدا نے میرے ہی ذریعہ سے براہین احمدیہ میں خبر دی کہ میں آدم کے رنگ پر ایک خلیفہ پیدا کرتا ہوں۔ تب اس خبر کو سن کر بعض مخالفوں نے میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے برخلاف پاکر اپنے دلوں میں کہا کہ یاالٰہی کیا تو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائے گا جو ایک مفسد آدمی ہے، جو ناحق قوم میں پھوٹ ڈالتا ہے اور علماء کے مسلمات سے باہر جاتا ہے۔ تب خدا نے جواب دیا کہ جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور درحقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ پس یہی معنی ہیں اس وحی الٰہی کے کہ "قال انی اعلم مالا تعلمون۔ ...."

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صـ ۸۰، ۸۱)

آپ فرماتے ہیں:

"دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کو خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا اور خداتعالیٰ نے اس اعتراض کو رد کر کے کہا کہ آدم کے حالات جو مجھے معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہی واقعہ میرے پر صادق آتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ وحی الٰہی درج ہے کہ لوگ میری نسبت ایسے ہی اعتراض کریں گے جیسے کہ آدم علیہ السلام پر کئے گئے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھذاالذی بعث اللہ جاھل او مجنون" یعنی تجھے لوگ ہنسی کی جگہ بنالیں گے اور کہیں گے کہ کیا یہی شخص خدا نے مبعوث فرمایا ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ انہیں حصص براہین احمدیہ میں فرماتا ہے "انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق" یعنی تیرا میرے نزدیک وہ مقام ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ یہ جواب اسی قسم کا ہے جیسا کہ آدم کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔ "قال انی اعلم مالا تعلمون" (سورہ البقرہ: ۳۱)۔ بلکہ یہی آیتیں بعینہ اگرچہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں نہیں مگر دوسری کتابوں میں میری نسبت بھی وحی الٰہی ہو کر شائع ہو چکی ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صـ ۱۱۲، ۱۱۳)

آدم نام میں آپ کی ذریت و نسل میں برکت اور کثرت کی بھی پیش گوئی تھی

ایک اور بات آدم نام میں یہ بتائی گئی ہے کہ آپ کی ذریت و نسل تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور مخالفوں کے منصوبے اور پیش گوئیاں پوری نہ ہو سکیں گی۔

آپ فرماتے ہیں:

"...... براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اردت ان استخلف فخلقت آدم" دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۴۹۲۔

پھر دوسری جگہ فرماتا ہے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً خلق آدم فاکرمہ" دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صـ ۵۰۴۔ دونوں فقروں کے معنے یہ ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو۔ پھر فرمایا، پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک ہی رات میں تمام سیر کرا دیا۔ پیدا کیا اس آدم کو، پھر اس کو بزرگی دی۔ ایک ہی رات میں سیر کرانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تکمیل ایک ہی رات میں کر دی اور صرف چار پہر میں اس کے سلوک کو کمال تک پہنچایا اور خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر موت آ گئی تھی۔ پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھہرایا اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیش گوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی۔ ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی"۔ (براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صـ ۱۱۲)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرت اولاد کا وعدہ دیا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:

"میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی"۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

"آدم کے لفظ سے وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہیں۔ بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد و ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے۔ گویا وہ روحانی زندگی کی رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں"۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صـ ۵۶۴ حاشیہ نمبر ۳)

اسی سلسلہ میں حضور علیہ السلام نے ۱۹۰۶ء میں یہ پیش گوئی فرمائی کہ:

"خداتعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا .... اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین کے کناروں پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلا آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صـ ۴۰۹، ۴۱۰)

آدم نام میں آپ کے مخالفین کے مغلوب ہونے کی پیش گوئی مضمر ہے

آدم نام رکھ کر یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کے مخالفین اور عیب جوئی کرنے والے حق کو تسلیم کر لیں گے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام الہام "اردت ان استخلف فخلقت آدم" کی تشریح کرتے ہوئے اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں فرماتے ہیں کہ:

"میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پچیس برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیش گوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اس کو رد کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اس کے آگے سر جھکانا پڑا۔ سو خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور ان کے ہم جنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ مکر کا اٹھا نہیں رکھا۔ مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کرے گا جب تک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صـ ۲۶۹)

Earlsfield Properties

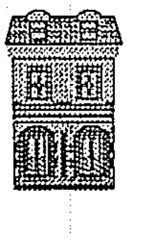

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا تعلق انسان کی بھلائی اور بہبود کے لئے بے حد ضروری ہے اور اگر اس تعلق میں بدظنی پیدا ہو جائے تو واقعۃً انسان بہت سی خوبیوں سے محروم رہ جاتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱ اپریل ۱۹۹۵ء مطابق ۲۱ شہادت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

صفات باری تعالیٰ کا جو مضمون جاری ہے اس سلسلے میں ایک اہم قابل توجہ بات وقت کا وقت محسوس کرنے والے کے ساتھ تعلق کا مسئلہ ہے۔ وقت کوئی ایسی چیز نہیں جو یکساں ہر صورت میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طرح کے تعلق رکھتا ہو اور ایک ہی طرح کے احساس پیدا کرتا ہو۔ آپ مصروف ہوں کسی چیز میں اور بہت دلچسپی ہو تو آپ کا وقت آناً فاناً گزر جاتا ہے اور اگر ایسی جگہ بیٹھے ہوں جہاں طبیعت پر بوجھ ہو، طبیعت کے خلاف، مزاج کے خلاف لوگ بیٹھے ہوں تو بعض دفعہ وقت گزرتا ہی نہیں ہے۔ پھر مصیبت زدہ کا وقت بہت آہستہ گزرتا ہے۔ فراق کے مارے ہوئے کا وقت بہت آہستہ گزرتا ہے۔ اور وہ جو آرام محسوس کر رہا ہے یا جسے وصل کی راحت میسر ہے اس کا وقت بہت تیزی سے گزر جاتا ہے۔ لگتا ہے لمحے اڑتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

تو سوال یہ ہے کہ اللہ کی ذات سے اس مضمون کا کیا تعلق ہے اور کیا خدا تعالیٰ کے لئے بھی زمانہ اسی طرح کے اثرات پیدا کرتا ہے یا فرق ہے۔ جہاں تک جذبات کے ہیجان کا تعلق ہے یہ فرق تو بہت واضح اور قطعی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس بارے میں بڑی تفصیل سے اور بڑی حتمی طور پر روشنی ڈالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اندر وہ ہیجان نہیں ہے جو انسان اپنے اندر پاتا ہے۔ غم کے وقت بھی انسان کے اندر ایک ہیجان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ خوشی کے وقت بھی انسان کے اندر ایک ہیجان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس ہیجان سے پاک ہے کیونکہ ہیجان دراصل ذات کے اندر زمانہ گزرنے کو کہتے ہیں۔ اگر کسی ذات کے اندر زمانہ گزرنے لگے تو وہ ہیجان ہے اور زمانہ ٹھہر جائے تو وہ اکسانیت ہے، طبیعت بے زار ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں وقت نہیں گزرتا۔ لیکن دراصل یہ اندرونی کیفیات ہی کے نام ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بڑی قطعیت کے ساتھ اور اس وجہ سے کہ واقعۃً بہت اہم مسئلہ ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہیجان کا تصور جرم اور گناہ ہے۔ خدا تعالیٰ میں کوئی ہیجان نہیں ہے اور یہ اس لئے لازم ہے کہ اگر ہیجان ہے تو پھر وہ ایک فانی ذات ہے۔ کیونکہ اس کے اندر پھر تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور تبدیلیاں ایسے زمانے کو چاہتی ہیں جو کسی نہ کسی طرف کوئی کنارہ رکھتا ہے۔ آغاز بھی ہوتا ہے اور انجام بھی ہوتا ہے اور اس کے مادے کی کیفیت ایک نہیں رہتی۔ پس اس پہلو سے یہ بہت اہم مضمون ہے لیکن اس کے نتیجے میں پھر جو اور مسائل پیدا ہوتے ہیں اور بعض احادیث میں خدا تعالیٰ کی صفات جس طرح بیان فرمائی ہیں ان سے اس مضمون کا جو ایک قسم کا ٹکراؤ دکھائی دیتا ہے اس کا حل پیش کرنا ضروری ہے۔

جہاں تک ہیجان کا تعلق ہے اس کا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے زمانے گزرنے سے گہرا تعلق ہے۔ اور اگر زمانہ نہ گزرے تو پھر انسان اور کچھ نہیں تو کھیل کود میں ہی مصروف ہو جاتا ہے اور کھیل کود سے وقت کو ٹالتا ہے۔ آج کل جو ٹیلی ویژن دیکھنے کا رواج ہے یہ وقت کو تباہ کرنے کی ہی شکل ہے۔ کوئی اچھا کام نہ ہو، کوئی دلچسپی کی بات نہ ہو، مصروفیت نہ ہو تو ایسا آدمی ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھا رہتا ہے۔ یعنی وہ لوگ یا وہ قومیں جہاں یہ عام ہے ان کا یہی حال ہے کہ بچے بھی، بڑے بھی وہ ایک کام چھوڑ کر ٹیلی ویژن کے سامنے آکے بیٹھتے ہیں اور ٹیلی ویژن کے سامنے آکر بیٹھنا کئی قسم کی کہانیاں بیان کرتا ہے، کئی ان کہی باتیں ہمارے سامنے کھولتا ہے۔ ایک بچہ جس کو پڑھائی میں دلچسپی ہے اور گہرا انہماک پایا جاتا ہے اور شوق ہے کہ وہ زیادہ نمبر لے وہ ٹیلی ویژن دیکھے گا بھی تو سرسری نظر سے، پاس سے دیکھ کر گزر جائے گا مگر اس کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ ایک شخص ہے جسے ایک اچھی مجلس مہیا ہے بہت دلچسپ باتیں ہو رہی ہیں ایسے موقع پر ٹیلی ویژن کے بعض اچھے پروگرام بھی لگے ہوں تو لوگ کہتے ہیں بند کرو، اس کو بند کرو، ختم کرو، ہمیں باتیں کرنے دو، بڑا مزہ آرہا ہے۔ تو یہ دراصل مختلف مزاجوں کے نہ ہونے یا وقت کے اچھے مصرف نہ ہونے کے نتیجے میں انسان کھیل کود کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اس تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین" (الانبیاء: ۱۷) کہ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اس میں ہے اسے کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ کیونکہ کھیل تماشا متقاضی ہے کہ دوسری طرف وقت کا بہتر مصرف نہ ہو۔ اور جہاں تک وقت کا تعلق ہے چونکہ خدا وقت کا خالق ہے، وقت کی مخلوق نہیں اس لئے وقت اس پر حاکم نہیں ہے، وہ وقت پر حاکم ہے۔ اور اس پہلو سے جو چیزیں اس نے پیدا کی ہیں ان میں اگر اس کو بوریت ہو تو ان کو پیدا کیوں کرتا۔ ان چیزوں کو سنبھالنا، ان کی دیکھ بھال کرنا، ان کا انتظام کرنا کیونکہ وہ خود مالک وقت ہے اس کے لئے لازم تھا کہ ایسا کرتا کہ خدا کی ذات کے مطابق ہوتی، وہ اس کی شایان شان ہوتیں اور اگر وہ شایان شان ہوں تو کھیل شایان شان نہیں رہتی اور اس کے کھیل اپنے معنے کھو دیتی ہے۔

اس لئے میں نے آپ کے سامنے یہ ٹیلی ویژن کی مثال رکھی اور دوسرے کھیل کود کی مثالیں بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ کھیل کود ایک متبادل ہے وقت کے بہترین مصرف نہ ہونے کا۔ نہ ہو تو پھر انسان لہو و لعب میں مصروف ہوتا ہے۔ اور اگر وقت کی قیمت ہو یعنی خود انسان نے بنایا ہو اور اس وقت کے اندر اعلیٰ درجے کا کام کر رہا ہو تو پھر کھیل کود بالکل بے معنے اور لغو ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کھیلیں بھی جو لعب کے ہلکے معنوں میں نہیں بلکہ بعض سنجیدہ معنوں میں سمجھی جاتی ہیں مثلاً ورزشیں ہیں جن سے صرف دلچسپی کا تعلق نہیں بلکہ صحت جسمانی کا تعلق ہے، ان کو آپ لعب ان معنوں میں نہیں کہہ سکتے جن معنوں میں عموماً لعب جاری ہے یا اطلاق پایا جاتا ہے کہ بالکل لغو اور بے معنی ہیں۔ مگر جب بہت اچھے اور اعلیٰ مصارف وقت کے موجود ہوں تو پھر وہ بامعنی کھیلیں بھی لعب اور لغو کھیلیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قادیان میں کرکٹ کا ایک میچ ہو رہا تھا جس میں کافی بڑے بڑے قادیان کے بزرگ بھی شامل تھے اور صحابہ میں بھی شوق تھا بعض کو کرکٹ کھیلنے کا، اس لئے سب اس طرف چلے گئے اور بہت ہی جوش دکھایا گیا اور کرکٹ کے میچ سے سب بہت ہی محظوظ ہو رہے تھے۔ تو ایک بچے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ ابا آپ نہیں کرکٹ کھیلنے جائیں گے یا دیکھنے جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں جو کرکٹ کھیل رہا ہوں وہ اور ہے، اس کی بات ہی اور ہے۔ پس لعب خواہ فضول نہ بھی ہو اگر اس سے بہتر مصارف انسان کے وقت کے ہوں تو وہ بامعنی فائدہ مند کھیلیں بھی بالکل بے معنی اور بے حقیقت دکھائی دیتی ہیں، ان کے چہرے پہ کوئی نور نظر نہیں آتا۔

تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق قرآن کریم میں جو یہ گواہی ملتی ہے "ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار" اس کا اسی آیت سے تعلق ہے "وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین" لاعب ہونے کی ہمیں ضرورت کیا ہے۔ ہم نے اس غرض سے تو نہیں پیدا کیا کہ اپنا وقت گزاریں۔ لعب کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا اور لعب کا تعلق اس ذات سے ہوتا ہے جو لعب میں مصروف ہو اور اس کی دلچسپی اپنی ذات میں کسی کمی کو پورا کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بہت سے دوسرے ایسے انسان کے مصارف ہیں جن کا تعلق گردوپیش بہت وسیع دائروں تک پھیل جاتا ہے۔ لیکن لعب کا تعلق ہر شخص کی اپنی ذات سے تعلق ہے۔ اب آپ کہیں کہ دیکھو جی کرکٹ کھیلتے ہیں تو لاکھوں آدمی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ فٹ بال کا میچ ہوتا ہے تو لاکھوں یہاں بھی ٹیلی ویژن پہ بھی دیکھ رہے ہیں ان کے ساتھ تو سب کا تعلق ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ہر ایک کا اپنی ذات کا لعب کا تعلق ہے۔ ہر اس شخص کا تعلق ہے جس کے وقت میں اس وقت کوئی اور بہتر چیز موجود نہیں ہے اس لئے خواہ کروڑوں بھی ہوں اور وہ کھیل نہ بھی کھیل رہے ہوں تب بھی اس کو دیکھنے کا بھی اس بنیادی فلسفے سے گہرا تعلق ہے کہ اگر وقت کا بہتر مصرف ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر چلو کرکٹ کی کمنٹری سن لیتے ہیں یا فٹ بال کا میچ دیکھ لیتے ہیں، خود نہیں دیکھ سکتے تو ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعے دیکھ لیں۔ تو یہ ساری دلچسپیاں وقت کے دوسرے اعلیٰ مصارف کے نہ ہونے کے نتیجے میں ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو بھی خدا کرتا ہے اس پر خوشی محسوس کرتا ہے یا تکلیف محسوس کرتا ہے یا غم محسوس کرتا ہے تو کن معنوں میں۔ اور اگر وہ اچھی باتیں بھی ہیں لعب کے علاوہ بہت ہی اعلیٰ درجے کی مصروفیات ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان مصروفیات کا خدا کی ذات میں ہنگامہ پیدا کرنے سے کیا تعلق ہے۔ زیر و بم پیدا نہ ہوں تو ہم خوشی محسوس نہیں کرتے زیر و بم پیدا نہ ہوں تو ہم غمی محسوس نہیں کرتے۔ تو اللہ کی ذات کا اور ہمارا اس معاملے میں کیا فرق ہے۔ یہ پہلو بھی توجہ کے لائق ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں جیسا کہ میں آگے جا کے بیان کروں گا ایک بہت گہرا سبق ملتا ہے۔

وہ احسان کا لطف جو اس بات سے بھی مستغنی ہو جائے کہ جس پر احسان کیا جا رہا ہے اس نے محسوس بھی کیا ہے کہ نہیں بلکہ اس بات سے بھی مستغنی ہو جائے کہ وہ اس احسان کے بدلے کہیں بدی تو نہیں کر دیتا، وہ جو لطف ہے سب سے اعلیٰ درجہ کا لطف ہے جس میں کوئی ہنگامہ نہیں ہے۔ وہ ایک کامل سکون کا لطف ہے اور اپنی ذات میں دوام رکھتا ہے

ہم جب خوشی محسوس کرتے ہیں تو کچھ پانے کے نتیجے میں کرتے ہیں اور جب غم محسوس کرتے ہیں تو کچھ کھونے کے نتیجے میں محسوس کرتے ہیں اور پانے کا احساس جو ہے اگر محرومی بڑی ہو تو اتنا ہی زیادہ دل میں ہنگامہ پیدا کر دیتا ہے اور کھونے کا احساس اگر غربت بہت ہو تو اتنا ہی زیادہ زیر و بم دل میں پیدا کر دیتا ہے اور ایک ہیجان سا برپا ہو جاتا ہے۔ تو اللہ کے ہاں نہ پانے کا یہ مفہوم ہے نہ کھونے کا یہ مفہوم ہے۔ لیکن اس کے باوجود خوشی اور ایک معنے کا غم خدا کی ذات کے حوالے سے ہمیں احادیث میں ملتا ہے۔ پھر اس کے کیا معنے ہیں۔

ایک شخص جس کا سب کچھ ہو اور اس نے ہر چیز پر احاطہ کیا ہو، وہ کوئی چیز کھو سکے ہی نہ۔ اگر کوئی چیز اس سے ہٹ کر پرے جاتی ہے اور وہ باشعور ہے تو دراصل وہ کھو رہی ہے نہ کہ خدا کھو رہا ہے۔ اس لئے وہ اگر خدا کو مل جاتا ہے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ کی خوشی سے مراد ایک نہایت اعلیٰ درجے کی Nobility کا منظر دکھاتا ہے ایک بہت ہی اعلیٰ اور Dignified خدا تعالیٰ کا ایک رد عمل ظاہر ہوتا ہے جو ان معنوں میں نہیں ہے کہ میں نے کچھ پا لیا ہے، ان معنوں میں ہے کہ اس میرے بندے نے وہ پا لیا جس سے وہ محروم ہو رہا تھا۔ اور یہ جو احساس ہے یہ ہنگامہ پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ Nobility کے احساسات میں ایک قسم کا دوام پایا جاتا ہے اور اس سے بجائے اس کے کہ جذبات میں ہیجان پیدا ہو ایک ایسا لطف محسوس ہوتا ہے جو ارتعاش سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کو ہم شرافت کا لطف کہہ سکتے ہیں۔

چنانچہ آپ پر اگر احسان کیا جائے تو آپ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مگر اگر آپ احسان کریں تب بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور احسان کرنے کا لطف اپنے اندر وہ ولولہ نہیں رکھتا جو احسان قبول کرنے کا لطف رکھتا ہے۔ لیکن احسان قبول کرنے کا لطف عارضی ہے اور وقتی ہے۔ احسان کرنے کا لطف ایک دائمی لطف ہے۔ چونکہ اس میں زیر و بم نہیں ہے اور ہنگامہ نہیں ہے اس لئے شرافت کا لطف ہمیشگی کا معنی رکھتا ہے اور اس میں خلود کے معنے پائے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا چونکہ ہم سے تعلق احسان کا ہے اس لئے جو احسان کا لطف ہم محسوس کرتے ہیں اس سے ملتی جلتی کوئی بات ہم سوچ سکتے ہیں۔ مگر احسان قبول کرنے کے نتیجے میں ایک غریب کی جو کیفیت ہوتی ہے بعض دفعہ وہ رو پڑتا ہے، بعض دفعہ خوشی سے چیخیں مارنے لگتا ہے، بے قرار ہو جاتا ہے کہ کس طرح میں اس احسان کا بدلہ اتاروں یہ اور کیفیت ہے۔ اور احسان کرنے والا جو یہ کیفیات پیدا کرتا ہے وہ ان کیفیات سے بالا ہوتا ہے۔ اس کے اندر یہ ہنگامے نہیں ہوتے بلکہ بعض دفعہ وہ شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ کہ یہ کیوں اس قدر اہمیت دے رہا ہے اس بات کو۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہی Nobility انسان کو ان معنوں میں سکھائی کہ جب تم بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو، جب غریبوں کی خدمت کرتے ہو اور وہ شکریہ ادا کرتے ہیں تو یہ کہا کرو "لا نرید منکم جزاء ولا شکورا" (الدھر۔۱۰) ۔ یہ تو ہم اللہ کی خاطر کر رہے تھے، یہ عذر رکھ کر ان سے کہا کرو کہ ہمارا شکریہ ادا نہ کرو کیونکہ شکریہ جن معنوں میں وہ ادا کرتے ہیں اس سے ان کو ایک قسم کی تکلیف ہوتی ہے۔ درحقیقت ایک غریب جب زیر احسان آکر شکریہ ادا کرتا ہے تو اس کے کئی مضامین ہیں، اس سے کئی مضامین پیدا ہوتے ہیں۔ تفصیلی طور پر چونکہ اس نکتے کی بحث نہیں اٹھا رہا صرف اتنا بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہمیں یہ فرماتا ہے کہ تم کہہ دیا کرو کہ مجھے شکریہ کی ضرورت نہیں ہے، دو وجوہات اس کی ممکن ہیں۔ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے اندر Nobility پیدا کی جائے اور ہمیں سمجھایا جائے کہ تم جو نیکیاں کرتے ہو ان کے ادنیٰ ادنیٰ بدلے اس وقت نہ حاصل کر لیا کرو۔ اور اگر ایسا کرو گے تو تمہیں نیکی میں ایک لطف آنا شروع ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ جہاں تک جزاء کا تعلق ہے وہ تو اللہ کی رضا سب سے اچھی جزاء ہے۔ اور اگر تم رضائے باری تعالیٰ کی خاطر نیکی کرو تو اپنا سودا تو تم نے بہت اچھی قیمت پر بیچ دیا، اس سے بہتر قیمت متصور نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ تمہارا Nobility کا لطف اپنی جگہ قائم رہا یعنی بیک وقت دو باتیں ہاتھ میں آ گئیں جو ویسے ممکن ہی نہیں ہیں۔ ایک انسان ایک سودے کو ایک دفعہ بیچتا ہے دوسری دفعہ نہیں بیچ سکتا اسی سودے کو، کیونکہ وہ ہاتھ سے نکل گیا اور اللہ ہمیں دوہرے سودے بتاتا ہے۔ فرماتا ہے نیکی کیا کرو تو ایسا احسان کرو کہ اس کے بدلے میں کسی جزاء کی تمنا نہیں رکھنی۔ کسی قسم کی جزاء کی تمنا نہیں رکھنی بلکہ کسی کی نیکی کے بدلے میں بھی جو نیکی کرتے ہو وہ نیکی نہیں ہے اس لئے ایسی نیکی کرو کہ کسی نے تم پر احسان نہ کیا ہو پھر نیکی کرو۔ بڑی تفصیل سے یہ مضمون قرآن کریم میں ہر پہلو سے روشن فرمایا گیا ہے۔

یہ ہمیں خدا کے رنگ سکھائے جا رہے ہیں یہ صفات باری تعالیٰ سے تعارف کروایا جا رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی احسان کے لطف اٹھاتا ہے اور وہ احسان کا لطف جو اس بات سے بھی مستغنی ہو جائے کہ جس پر احسان کیا جا رہا ہے اس نے محسوس بھی کیا ہے کہ نہیں۔ بلکہ اس بات سے بھی مستغنی ہو جائے کہ وہ اس احسان کے بدلے کہیں بدی تو نہیں کر دیتا۔ وہ جو لطف ہے سب سے اعلیٰ درجے کا لطف ہے جس میں کوئی ہنگامہ نہیں ہے۔ وہ ایک کامل سکون کا لطف ہے اور اپنی ذات میں دوام رکھتا ہے۔ ایک اعلیٰ کردار کا انسان جب یہ رنگ پکڑ لے تو اس کو کہتے ہیں کہ اس نے خدائی رنگ پکڑ لیا۔ اب انبیاء کو دیکھیں یہی بات تو ہے جو ان کو تقویت بخشتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اہل مکہ پہ کتنے احسان کئے۔ اہل عرب پہ کتنے احسان کئے اور ناممکن ہے کہ ان احسانوں کا اور ان کے گہرے دائمی اثرات کا تصور بھی انسان باندھ سکے۔ اس کے باوجود مسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دل آزاری کی گئی۔ آپؐ کو روحانی بدنی ہر قسم کے دکھ پہنچائے گئے۔ آپؐ کے سب پیاروں کی اذیت سے آپ کی اذیت میں اضافے کئے گئے۔ لیکن بڑے استقلال کے ساتھ آپ کے پائے ثبات اسی طرح قائم رہے، ان میں کوئی لغزش نہ آئی اور ایک ذرہ برابر بھی آپ اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام تھا، امانت کا حق ادا کرنا تھا۔ لیکن کتنے ہیں جو یہ سوچ کر امانت کے حق ادا کر سکتے ہیں۔ امانت کے حق ادا کرنے کا تعلق محض اس احساس سے نہیں ہے کہ ہم خدا کو جوابدہ ہیں۔ امانت کا حق ادا کرنے کا تعلق انسان کی ذاتی شرافت اور نجابت سے ہے۔ وہ ہو تو پھر یہ ذمہ داری انسان ادا کر سکتا ہے۔ اور شرافت و نجابت یہ چاہتی ہے کہ وہ احسان کرے اور باوجود اس کے کہ اس احسان کا بدلہ بدی سے دیا جائے تب بھی احسان کرنا اپنی ذات میں ایک نجیب کے لئے لطف بن جاتا ہے اور اس لطف سے وہ مزے اٹھاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کو خبر نہ بھی ہو تب بھی وہ اپنی ذات میں مگن رہتا ہے۔ کیونکہ وہ نوبل ہے، اس کے اندر اعلیٰ کردار ہے۔ یہ خدا کی شان ہے جو نبیوں میں اترتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ ساری کائنات اور جو کچھ بھی اس میں پیدا کیا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احسانات سے غافل ہو جائے اور بالکل بے پرواہ ہو جائے اور بالکل حمد نہ کرے۔ مخلوق کو یہ بتایا گیا ہے کہ تم ہوتے کیا ہو، تمہاری حیثیت کیا ہے، کہ تم خدا کی ذات میں کوئی فرق ڈال سکو۔ نہ تمہاری خوشی کوئی معنے رکھتی ہے، نہ کوئی تمہارا غم معنے رکھتا ہے۔ تم خدا کے سامنے جھکو نہ جھکو وہ ایسی عظیم ذات ہے کہ جب اس سے نیکی پھوٹتی ہے تو وہی اس کے لطف کا موجب ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں بھی خدا کی ذات کے حوالے کے ساتھ لطف کا مضمون باندھا ہے وہاں ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ ہماری طرح کا کوئی لطف ہے۔ یہاں تک کہ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ خدا ہنس پڑا، عرش پر خدا ہنس رہا تھا اس بات پر۔ ایک بیان کرنے والے نے کہا ایک موقع پر اللہ بھی آسمان پر اپنے ایک مہمان نواز مخلص بندے کے مچاکوں کے اوپر مچاکے لینے لگا۔ یعنی یہ وہ واقعہ ہے جبکہ ایک صحابیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مہمانوں کی خاطر کہ وہ بھوکے نہ رہیں، اپنا اور اپنی بیوی کا کھانا ان کو پیش کر چکا تھا اور بچوں کا بھی وہی تھا۔ بچوں کو سلا دیا اور اس کے بعد پھر بھی چونکہ غریبانہ حالت تھی اس زمانے میں، یہ ڈر تھا کہ مہمان کے لئے کھانا کافی نہ ہو گا تو بیوی سے کہا کہ جب ہم کھانا شروع کرنے لگیں تو تم پلو سے دئے کو بجھا دینا تا کہ اندھیرے میں اس کو یہ نہ پتہ چلے کہ میں بھی کھا رہا ہوں کہ نہیں کھا رہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ احساس دلانے کے لئے مہمان کو کہ میں بھی کھا رہا ہوں وہ خالی مچاکے لینے لگا۔ جس طرح کھانے کا مزہ آتا ہے بہت مزہ آیا کر کے آوازیں نکالتے ہیں بعض لوگ، تو عام طور پر نہ بھی نکالتے ہوں تو مہمان کو بتانے کے

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

لئے کہ میں بھی شامل ہوں گویا کہ۔ انہوں نے ایسی آوازیں نکالنی شروع کیں۔ صبح جب نماز کے لئے حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک بندے کے مچاکے خدا کو اتنے پسند آئے، خدا کے ایک بندے کے مچاکے اس کو اتنے پسند آئے کہ عرش پر وہ بھی مچاکے لینے لگا اور یہ بات خدا نے خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بتائی نہ یہ کہ اس نے کوئی اطلاع خود دی ہو۔ تو اب مچاکے لینا یا ہنسنا، بعض روایتوں میں جہاں تک میں نے دیکھی ہیں اس میں مچاکوں کا لفظ تو نہیں ملتا لیکن ہنسنے کا اور لطف اٹھانے کا ذکر ملتا ہے۔ تو سارے مضامین جو اللہ کے تعلق میں بیان کئے گئے ہیں وہ انسانی اصطلاحوں میں بیان کئے گئے ہیں مگر انسانی اصطلاحیں خدا کی ذات پر صادق نہیں آتیں۔ اگر کوئی بھی اصطلاح نہ استعمال کی جائے تو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیونکہ انسانی تجربے کی کوئی بات بھی تو خدا میں نہیں ہے جو اس پر صادق آ سکے۔ پس ہمیں سمجھانے کی خاطر بعض دفعہ قرآن بھی ایسی مثالیں بیان کرتا ہے، بعض دفعہ احادیث ایسی مثالیں بیان کرتی ہیں اور ان مثالوں کے نتیجے میں جو مومن بندے ہیں ان کے ایمان بڑھتے ہیں اور جو بیمار ہیں ان کے اندر بیماری پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں دیکھو جی خدا ایسی باتیں کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو آریوں کے ساتھ مناظرے ہوئے ہیں وہاں بعض نہایت ہی بد خلق آریوں نے نہایت ہی گندی زبان قرآن کے متعلق استعمال کی کہ دیکھو جی تمہارے قرآن کے مطابق تو اللہ کے ہاتھ ہیں، اس کے پاؤں ہیں، وہ جہنم میں پاؤں ڈالے گا حدیث میں آتا ہے، اور خدا جہنمی ہوا، اس قسم کی بکواس اور گندی زبان استعمال کرتا رہا۔ لیکن قرآن کریم ایسی باتوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ (البقرہ : ۲۷)

کہ اللہ تعالیٰ تو ایک مچھر کی مثال بھی بیان فرماتا ہے اور "فمافوقھا" سے یہ مراد نہیں کہ جو اس سے بڑی چیز ہو، اس سے ادنیٰ، یہاں فوق سے مراد چھوٹے ہونے کے مضمون میں اس کا فوق ہے یعنی یہ چھوٹی سی ذلیل چیز تمہیں دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تو اس سے بھی آگے جا کر جس کو تم حقیر ترین سمجھ سکتے ہو اس کی مثال بھی بیان کرتے ہوئے نہیں شرماتا۔ اس کا معنی میں نے پہلے بیان کیا تھا اصل معنی تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کسی تخلیق میں کسی شرم کی وجہ ہی کوئی نہیں۔ کیونکہ ہر تخلیق شاندار ہے۔ ہر تخلیق کو کنہہ میں اتر کے دیکھیں تو آپ ورطہ حیرت میں ڈوب جائیں گے، اتنا حیرت انگیز نظام تخلیق ہے کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں بھی کمالات کا ایک عالم پنہاں ہے، ایک جہان چھپا ہوا ہے۔ تو ایک تو یہ معنی ہیں۔

لیکن دوسرے معنی یہ ہیں کہ مثالیں جب خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے تو اس کے مختلف اثر پڑتے ہیں۔ جو بیمار لوگ ہیں ان کی مرض میں اضافے ہو جاتے ہیں۔ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے سمجھنے کی بات ہے کہ ان مثالوں کو کس طرح سمجھو۔ پس وہ مثالیں جو اللہ تعالیٰ اپنے متعلق یا دوسروں کے متعلق قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے ان کے اطلاق کا مسئلہ ہے۔ ایک مومن ان کا ایسے رنگ میں اطلاق کرتا ہے کہ اس کا ایمان بڑھتا ہے۔ ایک کافر ایسے رنگ میں ان کا اطلاق کرتا ہے کہ اس کی بے ایمانی بڑھ جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما یضل بہ الا الفاسقین" گمراہ اللہ کرتا تو ہے مگر صرف فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے کیونکہ ان کے اندر بیماری پہلے سے موجود ہے۔ اس لئے وہ بیماری اور زیادہ سنگین اور گہری ہو جاتی ہے جب وہ خدا کی کسی مثال کو نہ سمجھ سکے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو امثلہ قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں یا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اسماء باری تعالیٰ کے مضمون پر مثالیں بیان فرمائی ہیں ان کو اس شان کے مطابق سمجھیں جو شان خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات پر اطلاق پا سکتی ہے۔ ورنہ آپ تضادات کی دنیا میں کھوئے جائیں گے اور خدا میں کوئی تضاد نہیں۔ اور اگر خدا میں تضاد نہ ہو اور آپ کے ذہن میں خدا کی ذات میں تضاد ہوں تو اتنا ہی آپ خدا سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ مضمون بہت ہی اہمیت رکھتا ہے کہ آپ اللہ کی ذات کے متعلق اپنے خیالات کو تضادات سے پاک کریں چنانچہ اسی کی مثال ایک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ مسلم کتاب التوبہ باب فی الحض علی التوبہ یعنی مسلم کی کتاب توبہ سے یہ حدیث لی گئی ہے جس کا باب ہے توبہ پر لطف اٹھانا.

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ وَاللّٰهِ! اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ أَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَآلَّتَهُ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِذَا أَقْبَلَ إِلَيَّ يَمْشِيْ أَقْبَلْتُ إِلَيْهِ أُهَرْوِلُ ۔

(مسلم کتاب التوبہ باب فی الحض علی التوبہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انا عند ظن عبدی بی" میں اپنے بندے کے لئے اس کے ظن کے مطابق بن جاتا ہوں۔ اس حدیث کا میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا اب دوسرے تعلق میں بھی اس حدیث کا ذکر کر رہا ہوں کہ اللہ اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہو جاتا ہے۔ پس ایک ہی مثال ہو وہ کئی قسم کے ظن پیدا کر سکتی ہے اگر اللہ کی ذات سے حسن کا تعلق ہے اور سچائی کا تعلق ہے تو اللہ اس بندے کے وجود میں، اس کے تصور میں، ایک حسین ذات کے طور پر جلوہ فرماتا ہے۔ اگر وہ تصور ناقص ہے تو پھر ایک بیمار ذات کے طور پر، ایک کمزور ذات کے طور پر اس کے دل میں اترتا ہے حالانکہ خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

تو دراصل بعض تبدیلیاں جو ہمیں دکھائی دیتی ہیں وہ مخلوق کی تبدیلیوں کے نتیجے میں ہیں۔ ان کے حوالے سے ہیں۔ پس خدا کسی کو اچھا دکھائی دے رہا ہو تو اللہ فرماتا ہے میں اس کے لئے اچھا بن جاتا ہوں۔ کوئی کسی کو برا دکھائی دے رہا ہے تو اس کے لئے فرماتا ہے کہ میں برا بن جاتا ہوں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کی ذات ہمارے تصور سے پیدا ہوتی ہے۔ اب یہ ایک الگ مضمون ہے۔ اس لئے ان باتوں کو سمجھتے وقت تمام باریک راہوں سے واقف ہونا ضروری ہے ورنہ انسان کسی مقام پر بھی ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ تصور میں ایک ذات بنائی جائے اور وہ تصور کی ذات بن کر اترے تو اس کے اندر کچھ بھی تبدیلیوں کی طاقت نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ تصور کی پیداوار نہیں ہے بلکہ تصور کے مطابق سلوک فرماتا ہے۔ یہ دو مختلف باتیں ہیں۔ تو ذات وہی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں خواہ ہم اسے اچھا سمجھیں خواہ برا سمجھیں، خواہ تھوڑا اچھا سمجھیں یا زیادہ اچھا سمجھیں، ذات باری تعالیٰ میں کوئی تبدیلی نہیں۔ لیکن ہمارا فانوس جو بدلتا ہے اس سے شمع کے رنگ بدلتے ہیں۔ فانوس کا شیشہ جیسا ہو، جس طرح گردش کر رہا ہو، جس شکل کا وہ بنا ہوا ہو، اس قسم کی روشنی کے تاثرات سارے ایوان میں پھیل جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا تعلق انسان کی بھلائی اور بہبود کے لئے بے حد ضروری ہے اور اگر اس تعلق میں بدظنی پیدا ہو جائے تو واقعۃً انسان بہت سی خوبیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسی مضمون میں حضرت زکریا کی دعا کا قرآن میں ذکر ملتا ہے۔ وہ دعا کرنے کے بعد عرض کرنے کے بعد کہ میں ایسا ہو گیا، میں ایسا ہو گیا بچے کی امید نہیں، مدتوں سے تیرے حضور دعا کر رہا ہوں۔ پھر عرض کرتے ہیں "ولم اکن بدعائک رب شقیا" (مریم : ۵)۔ کہ اے میرے اللہ اتنی لمبی دعاؤں کے باوجود، باوجود اس کے کہ مجھے اپنے بچے کی کوئی ظاہری امید نہیں، میں ایسا بدبخت نہیں کہ تجھ سے دعا کرتے ہوئے مایوس ہو جاؤں۔ اب دیکھیں حسن ظن تھا جس نے اثر دکھایا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے بدظن نہیں ہو سکتا تو میں کیوں اس کے حسن ظن کو سچا نہ کر دکھاؤں۔ چنانچہ بلا تاخیر خدا تعالیٰ ایک بیٹے کی خوش خبری دیتا ہے اور بیٹا بھی ایسا جس کے نام کی کوئی مثال اس سے پہلے دنیا نے نہ کبھی دیکھی نہ سنی "اسمہ یحییٰ" اس کا نام خدا نے یحییٰ رکھا اور فرمایا ایسا نام ہے کہ جیسے تیری دعا بے مثل تھی ویسے یہ نام بھی بے مثل عطا کیا جا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اوپر ظن رکھنا اور صحیح ظن رکھنا یہ دراصل حسن ظن رکھنے کے مترادف بات ہے، ایک ہی بات کے دو معنے ہیں۔ کیوں کہ اسماء حسنیٰ ہیں اس کے۔ تمام اسماء حسین ہیں تمام صفات دل کش اور خوبصورت ہیں۔

پس جب میں کہتا ہوں حسن ظن، تو یہ مراد نہیں ہے کہ ہم بعض دفعہ کسی آدمی پر وہ برا بھی ہو تو حسن ظن کر لیتے ہیں کہ اچھا ہو گا۔ حسن ظن کے سوا کوئی ظن خدا پر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اگر ہو گا تو غلط ہو گا پھر۔ اس لئے اسماء حسنیٰ نے بتا دیا کہ صرف حسن ظن ہی اس پر چل سکتا ہے اور کوئی ظن اس پر چل ہی نہیں سکتا۔ اور جب حسن ظن ہو گا تو اللہ اسی حسن اور اسی شان کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہو گا۔ اسی طرح آپ سے حسن سلوک فرمائے گا۔ اور جہاں ظن میں کجی آ گئی، اللہ کج تو نہیں ہو سکتا لیکن اس سے سلوک میں اسی حد تک فرق ڈال دیتا ہے۔ اور یہ معنی ہے "انا عند ظن عبدی بی" کہ میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں۔

اب اس سلسلے میں جہاں آگے بڑھنا، قریب ہونا، دور ہٹنا، دوڑنا، ٹھہرنا، یہ ساری مثالیں جو بیان فرمائی

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

M.A. AMINI TEXTILES
SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.
PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

گئی ہیں، یہ اس پس منظر میں سمجھیں تو آپ کے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ یعنی فاصلہ ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ جو بیان فرمایا ہے یہ ایک بہت ہی اہم حکمت کی بات ہے۔ آئندہ حدیث کو سمجھنے کی چابی اس بات میں ہے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عارفانہ شان اس بات سے ظاہر ہوتی ہے جو بات بیان کرنا چاہتے تھے ہو سکتا تھا کہ کسی کو اس سے غلط فہمی ہو جائے اس لئے پہلے غلط فہمی کے دروازے بند کئے ہیں پھر آگے چلے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو امثلہ قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں یا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اسماء باری تعالیٰ کے مضمون پر مثالیں بیان فرمائی ہیں ان کو اس شان کے مطابق سمجھیں جو شان خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات پر اطلاق پا سکتی ہے۔ ورنہ آپ تضادات کی دنیا میں کھوئے جائیں گے اور خدا میں کوئی تضاد نہیں

پہلے فرمایا کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے یاد رکھو میں ساتھ ہوتا ہوں۔ میرے درمیان اور مخلوق کے درمیان کوئی فاصلہ ہے ہی نہیں۔ لیکن اب جو فاصلے کی باتیں کروں گا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کہیں ہوں اور کہیں نہیں ہوں۔ چنانچہ فرمایا میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گم شدہ اونٹنی مل جائے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ خوش ہوتا ہے کا حوالہ ایک ایسے وجود کے تعلق میں دیا ہے جس کا وہ سب کچھ ضائع ہو گیا جس پر اس کی زندگی کی بناء ہے۔ اور جب ملا ہے، ایسا بھوکا انسان، ایسا پیاسا انسان، جو صحرا میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے، اسے جب وہ گم شدہ اونٹ ملا ہے یا اونٹنی ملی ہے تو وہ سب کچھ مل گیا جو اس کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اس کے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ اور اس کی فنا تھی اگر وہ چیز نہ ملتی۔ اس کا وجود قائم نہیں رہ سکتا تھا اگر وہ اس کھوئے ہوئے کو نہ پاتا۔ اس پر جو اس کی خوشی ہے وہ ایک بے مثل خوشی ہے۔ اور اللہ کی شان دیکھیں کہ اپنی مثال اس بندے کی سی بیان کرتا ہے، وہ بندہ جو توبہ کر لیتا اور گناہوں سے واپس خدا کی طرف آجاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ اس کو پانے سے مجھے ویسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے ایک صحراء میں دھوپ میں درخت کے سائے تلے بیٹھے ہوئے انسان کو ہوتی ہے جو ستانے کے لئے سوتا ہے، آنکھیں کھولتا ہے تو اونٹنی غائب ہے، اس کا سارا سامان اس پر لدا ہوا ہے اس کے سفر کی ضرورت اس اونٹنی میں موجود، وہ اونٹنی ہو تو وہ سفر کر سکتا ہے۔ اس کا پانی اس کا کھانا پینا ہر چیز اس میں ہے۔ تو گویا اپنی جان کھو دی۔ وہ حسرت کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے اس کا کچھ بھی بس نہیں تو اچانک اس کو وہ اونٹنی اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے، جیسی خوشی اس کو ملتی ہے اس کی زندگی کی ہر ضرورت مل گئی، اس کی جان اس کو دوبارہ مل گئی، اتنی خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ مثال دے کر فرماتا ہے میرا بندہ جب توبہ کر کے میری طرف آتا ہے مجھے ویسی ہی خوشی ہوتی ہے حالانکہ اس کے جانے کا نقصان ہی کوئی نہیں تھا۔ خدا کی ذات کے ساتھ اس کا یہ تعلق نہیں تھا کہ اگر وہ نہ ملتا تو خدا تعالیٰ کا کچھ حصہ کھویا جاتا یا اس کی ذات کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق ہوتا۔

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ساری کائنات بھی اگر میری احسان فراموش ہو جائے اور مجھے بھلا دے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو یہ خوشی Nobility کی خوشی ہے۔ یہ نہایت ہی اعلیٰ عظیم کردار کی خوشی ہے جس کی مثال ہمیں انسان میں مل ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ قریب تر مثال انبیاء میں ملتی ہے۔ اور اس کا جانا کیا، اس کا واپس آنا کیا۔ لیکن چونکہ اللہ محسن ہے اور اس کے احسان کا تقاضا تھا ایک ذرے میں بھی اگر کچھ بازیافت ہو جائے۔ اس کو کچھ مل جائے تو اللہ کا یہ احسان ہے اس پر۔ گویا اللہ نے اس کو نہیں پایا اس نے اللہ کو پایا ہے۔ اور طرز بیان یہ ہے کہ میں نے سب کچھ پالیا۔ یہ بھی حسن و احسان کا ایک معراج ہے اس سے بالا حسن و احسان تصور ہو ہی نہیں سکتا۔ پایا اس نے جس نے خدا کو کھو کر سب کچھ کھو دیا اور خدا یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے سب کچھ پالیا، گویا میرا سب کچھ کھویا گیا تھا۔ یہ جو لطف ہے اس میں کوئی ہیجان نہیں ہے۔ یہ ایک دائمی نجات کا لطف ہے۔ ایک حسن و احسان کا ایک ایسا جلوہ ہے جسے ہمیشگی حاصل ہے اور ہمیشہ اسی طرح ہی یہ جلوہ خدا تعالیٰ کی مخلوقات پر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

پس جنتوں کا دوام بھی اسماء باری تعالیٰ پر غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیوں خدا کے بعض ایسے بندے ہیں جن کے متعلق فرماتا ہے۔ "خالدین فیہا" نعمتوں اور جنتوں میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس دنیا میں انہوں نے اپنی صفات کو خدا کی ہمیشگی کی صفات کے قریب تر کر دیا تھا۔ اور خدا کی ہمیشگی کی صفات اس کے حسن و احسان کی صفات کے ساتھ ایک جان ہیں۔ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اور یہ حسن و احسان اتنا بالا ہے عارضی چیزوں سے۔ وہ چیزیں جو وقت کی غلام ہیں، کہ ان کے ہونے نہ ہونے سے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا یہ اپنی ذات میں جاری رہتا ہے۔ پس اگر آپ خدا کے ایسے محسن بندے بنیں کہ ہر ضرورت کو پورا کرنے پر آپ کو لطف آئے اور ایسا لطف آئے جیسے گویا آپ کی ضرورت پوری ہو رہی ہے۔ یہ پیغام ہے اس مثال کا جو سمجھیں تو پھر اسماء باری تعالیٰ پر غور کا کچھ لطف بھی ہے اور اسماء باری تعالیٰ پر غور سے فائدہ بھی ہے۔ ورنہ خالی زبان سے رٹ لینا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انبیاء اسی سے طاقت پاتے ہیں، اسی سے ان کو استقامت ملتی ہے، ان کو احسان کا مسلسل لطف رہتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ بڑی مصیبت میں بتلا ہیں۔ دنیا ان کو مصیبت میں بتلا دیکھتی ہے لیکن اللہ کا قرب نصیب ہونے کی وجہ سے ان کو احسان کا لطف آتا ہے، ناشکری پر بھی احسان کا لطف آتا ہے۔ کیونکہ اور بھی ان کی عظمت کردار ابھرتی ہے۔

ایک شخص احسان کرتا ہے اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا جا رہا ہے۔ ایک شخص احسان کرتا ہے اس کے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا جا رہا۔ ایک شخص وہ ہے جس کو گالیاں دی جا رہی ہیں، اذیتیں پہنچائی جا رہی ہیں، تب بھی وہ احسان کر رہا ہے۔ اب ان کے لطف میں بڑا فرق ہے۔ وہ جو آخری صورت ہے اس کی کوئی مثال نہیں اور کوئی احسان کا مضمون اس کے ساتھ مماثلت نہیں رکھتا۔ یہ بلند ترین مضمون ہے احسان کا۔ یہ احسان اگر پیدا ہو جائے تو پھر آپ ذات باری تعالیٰ کے اسماء کے قریب تر پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی جتنا بھی قریب ہونا خدا نے ہماری خلقت میں مقدر کر رکھا ہے اس سے زیادہ ہم قریب نہیں ہو سکتے۔ مگر جب آپ اتنا قریب ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو وہ خلود مل جاتا ہے جو جنت کی صفت ہے اور اہل جنت کو جنت میں عطا ہوگا۔ کیونکہ صفات باری تعالیٰ کا لطف ہر حال میں ان میں موجود ہے، ہر حالت میں وہ لطف اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ احسان اپنی ذات میں ایک ایسا حسن ہے کہ اس سے احسان کرنے والا خود بھی لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ حسن کو وہ جانتا ہے جس کے اندر سے حسن پھوٹ رہا ہے۔

اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم الغیب کی ایک ایسی تفسیر فرمائی جس کی کوئی مثال آپ کو کہیں اس سے پہلے دکھائی نہیں دے گی۔ آپ نے فرمایا عالم الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات کو بس خود وہی جانتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ ہر دوسرے سے غیب میں ہے۔ وہ اللہ سے غیب میں نہیں۔ تو جس کی نظر اپنے حسن پر ہمیشہ ہو اس کو لہو و لعب کی ضرورت کیا ہے کیونکہ حسن میسر ہو تو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ وقت اپنی ذات میں مجسم لطف بن جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ ہمیں لاعبین کی ضرورت نہیں ہے کہ "لاعبین" بن کر زمین و آسمان کو پیدا کرتے۔ تو دراصل خدا چونکہ حسن ہے اور حسن ہی کا مجموعہ صفات ہے اس پہلو سے جب اس کی اپنے حسن پر نظر رہتی ہے تو ہر دوسری بدزیبی اور کراہت جو باہر سے دکھائی دیتی ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اس میں اس کا دوام ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عجیب عارفانہ نکتہ ہمارے ہاتھوں میں تھما دیا اس پر غور کریں تو خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور ان صفات کا وقت سے تعلق سمجھ آجاتا ہے۔ وہ ایک ایسا حسن ہے جس پر کسی اور کی نظر نہ ہو تو تب بھی فرق نہیں پڑتا۔ وہ مجسم اپنے حسن میں مگن ذات ہے۔ اپنے حسن سے اس کا علاقہ ایسا ہے کہ اس کو کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین" ہم نے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اسے لاعب کے طور پر پیدا نہیں کیا یعنی اپنا وقت گزارنے کی خاطر کوئی بہتر مصرف نہیں تھا اور کوئی کام نہیں تھا اس لئے ہم نے زمین و آسمان کو پیدا نہیں کیا۔

"لو اردنا ان نتخذ لھواً لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین" (الانبیاء : ۱۸)۔ اگر ہم نے کوئی لہو پسند کی ہوتی تو ہماری ذات میں سب کچھ ہے۔ اپنی ہی ذات سے وہ چیز پیدا کرتے کسی اور کے حوالے کی ضرورت

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

ہی کوئی نہیں تھی۔ پس یہ وہ غیب کو جاننے کا مضمون اس آیت کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ وہ غیب کو جانتا ہے۔ اول معنی اس کا یہ ہے کہ اپنی ذات کو وہ جانتا ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اس کی ذات کے کمالات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تو حسن کا یہ ادراک جو خدا کو ہے یہ اس کو ہر دوسری چیز سے مستغنی کر دیتا ہے اور حسن اپنی ذات میں ہی مگن رہتا ہے اس کو کسی اور کی تعریف کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پس اللہ تعالیٰ کے اندر جو یہ ایک عظیم الشان صفت ہے اپنی خوبیوں میں مگن ہو جانا، اپنی خوبیوں سے لطف اندوز ہونا، یہی نجابت کی تعریف ہے، یہی شرافت کی تعریف ہے۔ اور اس کے بعد ان خوبیوں کو دکھا کر لطف میں اضافہ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ لوگوں کو دیکھنے، تعریف کرنے، پسند کرنے، ناپسند کرنے سے یہ بالا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں سچا نیک وہ ہے جس کو دکھاوے سے کوئی غرض ہی باقی نہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی کسی نیکی کے، کسی قسم کے دکھاوے سے کوئی غرض ہی نہیں تھی۔ کوئی اگر سمجھتا ہے تو اس کا اپنا فائدہ ہے اور اگر کوئی نہیں سمجھتا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کبھی کوئی نقصان نہیں تھا۔ اس لئے اپنی ذات کو ابھار کر دکھانے کی آپ کو ضرورت پیش نہیں آئی۔

صرف ایک اس پہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ پھر اللہ نے اپنی ذات کو کیوں دکھایا۔ چنانچہ احادیث میں ملتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث کا حوالہ دیا ہے اپنے ایک ارشاد میں "کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف" اور دوسری جگہ فرمایا کہ میں کنز مخفی تھا، میں چھپا ہوا تھا مستور خزانہ تھا۔ "فاردت ان اعرف" تو میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، دیکھا جاؤں۔ اور اس کی کسی ذات کے دکھاوے سے تعلق نہیں کیونکہ خدا نہ بھی دیکھا جاتا تو اس کے ذاتی لطف میں کوئی فرق نہیں۔ ورنہ یہ کیوں کہا کہ میں مخفی خزانہ تھا۔ مخفی ہوا ہی کیوں پھر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث بھی رکھ دی جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے چاہا کہ میرا خلیفہ بنے تو میں نے آدم کو پیدا کر دیا تا کہ وہ خلیفہ بن جائے۔ "اردت" میں نے ارادہ کیا یا چاہا "ان استخلف" کہ میں اپنا خلیفہ بناؤں "فخلقت آدم" پس میں نے آدم کو پیدا کیا تو دراصل اپنی ذات کی طرح کے ملتے جلتے وجود پیدا کرنا دکھاوے کی خاطر نہیں ہوا کرتے بلکہ احسان کا یہ بہترین انداز ہے۔ اسی لئے رحمان سے ہر قسم کی تخلیق پھوٹی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ماں بچہ پیدا کرتی ہے تو اپنے جیسا پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے، اپنے جیسا وجود یعنی خود بخود کائنات میں خدا تعالیٰ نے ایسی حکمتیں رکھ دی ہیں کہ ہر چیز جو پیدا کرتی ہے اپنے جیسا ہی پیدا کرتی ہے۔ یعنی ماں ارادۃً تو نہیں کرتی مگر ہوتا ایسا ہی ہے۔ اب جو اپنے جیسا پیدا کرتی ہے تو اس پر جو پیدا ہوا ہے اس کا کوئی احسان نہیں۔ لیکن جس نے پیدا کیا ہے اس نے احسان کیا ہے مگر اس لئے نہیں کہ وہ بچہ اس کو پہچانے۔ بچہ نہ بھی پہچانے تب بھی وہ محسنہ ہی رہتی ہے۔ بچہ حسن کا بدلہ بدی سے دے تب بھی وہ محسنہ ہی رہتی ہے۔ پس پہچانے جانے کی خاطر ان معنوں میں نہیں اس کو پیدا کرتی کہ وہ اگر بچہ پیدا ہو اور اس پر پھر وہ احسان کرے اور اس کا پہچاننا اس کی ذات میں ایک اعلیٰ قدر پیدا کر دے یا لطف کا احساس بڑھا دے، ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق چونکہ رحم سے ہے، رحمان سے ہے اس لئے اس کے اندر خدا کی وہ صفت جلوہ گر ہو جاتی ہے جو ماں کے حوالے سے ہمیں خدا کی صفت کو سمجھنے میں بھی زیادہ سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ایک ماں کے متعلق جو آتا ہے کہ اس کا اپنی بہو سے اختلاف تھا، جھگڑا تھا اور بہو گندی اور ظالم عورت تھی۔ اس نے ہر طرح سے اذیتیں پہنچائیں لیکن اپنے بیٹے کی خاطر وہ صبر کرتی رہی یہاں تک کہ بہو نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو تو اپنی ماں کا سر کاٹ کر میرے سامنے طشتری پر لا کے رکھو تب میں سمجھوں گی کہ واقعۃً تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو اس ظالم نے یہی حرکت کی۔ اب یہ تو کہانی ہے مگر اس کہانی سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا کچھ عرفان نصیب ہو جاتا ہے اور اسی تعلق میں یہ بات ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ کہتے ہیں جب وہ سر کاٹ کے لے جا رہا تھا تو اس کو ٹھوکر لگی اور طشتری سے وہ سر زمین پر جا پڑا، بچہ بھی گرا، اس سر سے آواز آئی میرے بچے تجھے چوٹ تو نہیں لگی۔ یہ ماں کا جذبہ دکھانے کے لئے کہانی بنائی گئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں ایسا خوش ہوتا ہوں جیسے گم شدہ اونٹنی کسی کو واپس مل گئی ہو۔ تو دراصل یہی مضمون ہے۔ پس "اعرف" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی کوئی حیثیت نہیں تھی بلکہ وہ اپنے جیسے وجود پیدا کر کے ان پر احسان کرتا ہے۔ اور احسان کرنا ایک فطری چیز ہے جس طرح ماں کی فطرت میں بچہ پیدا کرنا ہے۔ اور بچے کی تکلیف اس کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتی ہے، بچے کی خوشی سے وہ ہمیشہ خوش رہتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اوپر ان مثالوں کا اگر اطلاق ہوتا ہے تو محض اس حد تک جس حد تک خدا کی شان ہمیں اجازت دیتی ہے کہ ان کا اطلاق کریں اور ان کے اطلاق کے بغیر مضمون کی سمجھ ہی نہیں آ سکتی، نہ سمجھایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ "لیس کمثلہ شئی" اس جیسا ہے ہی کچھ نہیں ہم سمجھیں گے کیا اس کو۔ پس اس مجبوری کے پیش نظر یہ مثالیں بیان کرنی پڑتی ہیں اور ان مثالوں کے ذریعے خدا کا جو عرفان دل میں پیدا ہوتا ہے وہ ہمیں خدا سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کا اہل بنا دیتا ہے اور ہم اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے کے بہتر اہل بن جاتے ہیں۔

پس اس پہلو سے یہ مضمون کا سلسلہ محض کوئی علمی ذوقی سلسلہ نہیں بلکہ ہماری ایک اشد ضرورت ہے جس کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ ابھی مجھے کچھ عرصہ اس کو جاری رکھنا پڑے گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حاصل مطالعہ

(پروفیسر نصر اللہ راجہ)

یہ چندہ کہاں سے آتا ہے؟

ایدھی فاؤنڈیشن کے سربراہ عبدالستار ایدھی کا بیان

"انہوں نے کہا کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ نشہ کی لعنت ہے اس وقت ۱۵ لاکھ افراد ہیروئین کا نشہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کو دیکھتے ہی گولی مار دینی چاہیے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں علماء پر بھی سخت نکتہ چینی کی اور کہا کہ علماء نے کبھی اس دھندے میں ملوث افراد کی مذمت نہیں کی اس کی وجہ یہ ہے کہ منشیات کے سوداگر پاکستان کے اس طاقتور طبقہ کو دل کھول کر چندہ دیتے ہیں"۔

(نوائے وقت، ۱۱ اگست ۹۴ء۔ صفحہ ۷)

—— ★ ★ ★ ——

قوم جہالت کے اندھیروں میں

"صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ ہماری قوم جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ ایسے افراد کے پیچھے لگے ہیں جو مساجد اور امام بارگاہوں میں نمازیوں پر گولیاں برساتے ہیں اور دھماکے کرتے ہیں...... کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے دین اسلام کو کھلونا بنالیا ہے اور لاعلمی کے باعث اسلامی اقدار کو پامال کر کے رکھ دیا ہے اور ہم نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ہم اپنے مذہب کو کس نہج پر لے جا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم پر الزام آتا ہے کہ ہم ایک جاہل قوم ہیں لیکن ہمارے مذہب اسلام اور قرآن میں یہ بات واضح طور پر ہے کہ علم حاصل کرو۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی سنبھلنے کا وقت ہے کہ ہم اپنی ماضی کی غلطیوں کا ازالہ کریں۔"

(نوائے وقت، ۸ مارچ ۹۵ء۔ صفحہ ۱ تا ۷)

—— ★ ★ ★ ——

فتووں اور کلاشنکوفوں والے خدائی فوجدار

"سپیکر پنجاب اسمبلی محمد حنیف رامے نے کہا ہے کہ اسلامی انقلاب اور نظام کی تبدیلی کے علمبرداروں اور نقیبوں کو سب سے پہلے اپنی ذات پر اسلام اور سیرۃ النبیؐ کے اصولوں کو نافذ کرنا چاہئے .... انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کے اندر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے اور مسلمان ہی مسلمانوں کی خواتین کی اجتماعی آبروریزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حنیف رامے نے کہا کہ فرقہ واریت کے نام پر مسجدوں اور امام بارگاہوں کو اسلحہ خانے بنا دیا گیا ہے۔ عبادت گاہوں میں بم دھماکے ہوتے ہیں اور منبر رسولؐ کے علمبردار علماء دس دس کلاشنکوف برداروں کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں اور سیاست کے ساتھ ساتھ مذہب میں بھی غنڈہ گردی داخل ہو گئی ہے۔"

(نوائے وقت، ۲۸ اکتوبر ۹۴ء صفحہ ۱ تا ۷)۔

—— ★ ★ ★ ——

علماء بھی تماشائی بن گئے

"جے یو آئی (س) کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ پی پی پی اور مسلم لیگ (ن) دونوں بدی کی قوتیں ہیں ان دونوں کی لڑائی سے ہم خوش ہو رہے ہیں، جب دونوں کی لڑائی کے دوران ایک فریق ختم ہو جائے گا تو بچ جانے والے فریق سے پھر ہم لڑیں گے، فی الحال ہم محض ایک تماشائی کی حیثیت سے تماشہ دیکھیں گے۔ وہ یہاں ڈیرہ میں "این این آئی" سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتوں میں نفاق کی وجہ سے بدی کی ان دونوں قوتوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔"

(نوائے وقت، ۱۲ اکتوبر ۹۴ء صفحہ ۱)۔

—— ★ ★ ★ ——

بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے

SCL

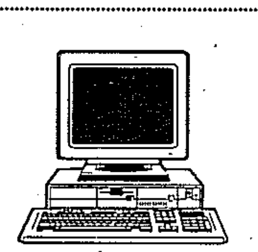

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

(تیسری قسط)

سوال و جواب

[مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ــــ (ادارہ)]

احمدیہ ٹیلی ویژن کے بارہ میں حیرت انگیز انکشافات

ایک دوست نے جاپان میں کوبے کے زلزلے کے بارہ میں اسی مجلس میں سوال و جواب کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کا ذکر کیا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں تم اپنی آنکھوں کے سامنے ایسے واقعات کو رونما ہوتے دیکھو گے حالانکہ اس زمانہ میں ٹیلی ویژن وغیرہ نہیں تھا لیکن آج ہم اپنی آنکھوں کے ساتھ ساری دنیا میں گزرنے والے واقعات کو دیکھ لیتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بارہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کافی مضامین تحریروں میں سامنے آ چکے ہیں۔ پہلے تو وہ لوگوں کی نظر میں محض ایک فصیح و بلیغ کلام تھا اور بس۔ لیکن اب جب وہ باتیں پوری ہو رہی ہیں اور اس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یا وہ نظارے دکھائے ہیں یا آپ کی زبان اور قلم پر وہ کلام جاری فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ باتیں بہت ہی حیرت انگیز صفائی سے پوری ہو رہی ہیں بلکہ بائبل کے حوالے سے بھی پوری ہو رہی ہیں۔ ابھی کل ہی مجھے امریکہ سے ہمارے ابوبکر صاحب نے بائبل کا ایک حوالہ بھجوایا ہے۔ ابوبکر صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں اور ان باتوں پر غور کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حوالہ تو سو فیصدی ہمارے ٹیلی ویژن پر صادق آ رہا ہے۔ ایک حوالہ میں نے بھی پیش کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریریں بھی مختلف لوگ بھجواتے رہتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے ایک دوست نے ایک اور تحریر مجھے بھجوائی تھی اس سے بھی یہی لگتا تھا کہ اس کا موجودہ ٹیلی ویژن کے دور پر اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی آنکھوں سے باقاعدہ دیکھ لینا۔ وہ جو بائبل کا حوالہ ابوبکر صاحب نے بھجوایا ہے اس میں یہ ہے کہ مسیح کہتا ہے کہ جب میں آؤں گا تو میں وہاں موجود ہونگا جہاں مطلب ہے کہ وہ ویسے وہاں موجود نہیں ہوگا۔ لیکن تمہارے ساتھ میں وہاں موجود دکھائی دوں گا۔ اس قسم کا ایک حوالہ ہے جو بڑا دلچسپ ہے اور واقعۃً آج کل کے حالات پر صادق آتا دکھائی دیتا ہے۔

توہمات کی پیروی انسانی فطرت کی کمزوری

اس سوال پر کہ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ چشم بد دور! جس کا مطلب ہے کہ کوئی ایسی چشم بھی ہوتی ہے جو بد ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کا اور کیا مطلب ہے۔ سائل نے عرض کیا کہ میرے ذہن میں تو یہ ایک محاورہ ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں یہ ایک محاورہ ہے۔ کہ اللہ ہر بدی سے بچائے۔ یہ ضروری نہیں کہ دماغ میں اس وقت کسی کی چشم کا تصور ہو بلکہ عموماً جب اچھی چیز دیکھتے ہیں تو دل چاہتا ہے کہ یہ قائم رہے اس کی حفاظت ہو مگر چشم بد کے متعلق ویسے آپ سوال کرنا چاہیں تو بے شک کر لیں۔ سائل نے عرض کیا بعض دفعہ لوگ بچوں پر دم کرواتے ہیں یہ کہہ کر کہ نظر لگ گئی ہے تو کیا یہ دم وغیرہ کرانا ٹھیک ہے۔ حضور نے فرمایا میرے علم میں تو کوئی بچہ نہیں ہے جس پر دم کیا گیا ہو اور وہ بیماریوں سے بچ گیا ہو۔ اس کا توہمات کی دنیا سے تعلق ہے اور وہ ایک الگ دنیا ہے اس کا یقین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ توہمات کی باتیں مختلف مزاج کے لوگوں سے تعلق رکھتی ہیں جو مختلف وہموں میں مبتلا رہتے ہیں۔

دراصل سوسائٹی جتنی بھی توحید سے دور ہوتی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ توہمات کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس بات کو تو غالب نے بھی سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ ایک شاعر تھا مگر کہتا تھا میں شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی بھی ہوں۔ بعض جگہ اس کے صوفی ہونے کی شہادتیں بھی ملتی ہیں۔ وہ کہتا ہے۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
امتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

یعنی ہم تو موحد لوگ ہیں۔ ہماری بنیادی اغراض و مقاصد میں یہ بات داخل ہے گویا کہ ہماری عادت مستمرہ ہے کہ ہم رسوم کو توڑ دیں گے۔ یہ دم وغیرہ رسوم میں شامل ہے۔ کہتا ہے واقعہ یہ ہے کہ جب امتیں مٹتی ہیں تب ایمان کے اجزاء بکھر کر کچھ یہاں رہ جاتے ہیں کچھ وہاں چلے جاتے ہیں۔ اور بکھرے ہوئے اجزاء دراصل امت کا بکھرا ہوا شیرازہ ہوتا ہے اور اسی سے توہمات پیدا ہوتے ہیں۔ پس کتنا عمدہ مضمون ہے جو اس نے ایک تاریخی حقیقت اور انسانی فطرت پر غور کر کے باندھا ہے اور یہ بالکل حقیقت ہے۔ ایسے شعروں سے لگتا ہے کہ وہ واقعی صوفی بھی تھا۔

ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایک دوست کے بڑے پیچیدہ سے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے غیب ہونے کی بات کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ اس کی سوچ کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ حصہ غیب کا نہیں وہ خدا تعالیٰ کی صفت حاضر سے متعلق ہے۔ خدا تعالیٰ صرف غیب تو نہیں ہے وہ حاضر بھی ہے۔ کسی علمی ذریعہ سے انسان غیب کو حاصل نہیں کر سکتا البتہ اس کو حاصل کر سکتا ہے جس کے شواہد حاضر میں موجود ہیں اور اس پر "انفسکم" کا ذکر ہے اور آفاق کا ذکر ہے کہ جب تم آفاق کو دیکھو گے اور اس پر غور کرو گے "انفس" پر غور کرو گے تو وہاں خدا کی ہستی کی غیب کی نہیں بلکہ اس کے حاضر وجود کے شواہد تمہیں ملیں گے لیکن "فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" (الجن: ۲۷) سے پتہ چلتا ہے کہ غیب کو انسان براہ راست کسی ذریعہ سے معلوم نہیں کر سکتا لیکن چونکہ خدا کی ہستی کے ثبوت اس کو کائنات میں اور اپنے نفس پر غور کرنے سے مل چکے ہوتے ہیں اس لئے خدا کی غائبانہ طاقتوں اور غائبانہ حالتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

جہاں تک ان دلائل کا تعلق ہے جو مرنے کے بعد کی زندگی کے بارہ میں ہیں تو وہ تو قرآن کریم میں کثرت سے موجود ہیں اس لئے وہ غیب کا یقین اس طرح نہیں ہے بلکہ ان دلائل کی بناء پر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا" (آل عمران: ۱۹۲) اس میں ایک دلیل ہے۔ اس لئے وہ لوگ ایمان نہیں رکھتے بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے مر کر ختم نہیں ہو جانا ورنہ یہ کائنات باطل ہو جائے گی۔ یہ کائنات اتنے گہرے فلسفے پر مبنی ہے کہ اس میں ایک باشعور پلاننگ موجود ہے۔ ایک ایسا منصوبہ ہے جو تخلیق سے بھی بہت پہلے سے معلوم ہوتا ہے بلیو پرنٹ کی شکل میں بنایا گیا ہے اور پھر تخلیق نے اس کی متابعت کی ہے۔ یہ سب باتیں اچانک ختم ہونے کو تسلیم کرنے میں مانع ہیں۔ اس لئے یہ جو چیزیں ہیں ان کے متعلق قرآن کریم نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مثلاً آخرت کے یقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض" (آل عمران: ۱۹۲)۔ یہاں غیب کی بحث نہیں ہو رہی بلکہ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو تفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین میں ان کے دل سے بے اختیار یہ آواز نکلتی ہے۔ "ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار" اور عذاب النار آخرت سے تعلق رکھتا ہے۔ پس عذاب النار سے فوراً پناہ مانگنا بتاتا ہے کہ ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد ہمارا حساب ہو گا اور مرنے کے بعد ہم ختم نہیں ہونگے ورنہ یہ جہان باطل سمجھا جائے گا۔

پس یقین علم کی بناء پر حاصل ہوتا ہے۔ آپ "علم الیقین" پڑھتے ہیں "عین الیقین" پڑھتے ہیں علوم کا مختلف شکلوں کا یقین سے تعلق ہے اور غیب کا تعلق ایک ایسے دائرہ سے ہے جس تک آپ کی رسائی الہام کی وساطت کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ جب خدا کسی غیب کو حاضر میں تبدیل کرتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس وقت تک ہر چیز کلیۃً معدوم ہے۔ اب یہی تصور جو تھا کہ اسی دنیا میں جنت اور جہنم بھی ہے اس کو کوئی انسان نہیں پا سکتا تھا جب تک کہ خدا کی طرف سے خبر نہ ملتی۔ اور اس خبر کے نتیجہ میں ہمیں یہ یقین ہوا ہے کہ موجود ہے۔ پس علم الغیب کو علم الحاضر میں تبدیل کرنے کا ذریعہ وحی ہے۔ اور نا معلوم باتوں کا تفحص کر کے ان پر یقین کرنے کا ذریعہ عام علمی جستجو ہے جو حاضر میں موجود ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے جو ابھی حاضر نہیں ہے، بعد میں آنے والا ہے، استدلال کے طور پر ہم اس کا یقین حاصل کرتے ہیں۔ علم کے ساتھ یقین کا ایک تعلق ہے اور استدلال کا بھی تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دھواں اٹھتا دیکھتے ہو تو تمہیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ نیچے آگ ضرور ہے لیکن یہ علم الیقین ہے اور عین الیقین نہیں۔ جب تم جستجو کر کے وہاں پہنچتے ہو اور آگ کو دیکھ لیتے ہو تو یقین ہو جاتا ہے کہ آگ موجود تھی اسی سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ ورنہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آگ جل کر بجھ بھی چکی ہو اور دھواں ابھی فضا میں لہرا رہا ہو۔ تو یہ عین الیقین ہے لیکن اس آگ کی کیفیت کو مثلاً گرمی کو جب تک محسوس نہ کرو۔ انگلی ڈالنے کی کوشش کرو اور وہ جلائے نہ، اس وقت تک حق الیقین نہیں ہو سکتا۔ پس یقین علم کی مختلف قسموں کا نام ہے۔ اور وہ لوگ جو آخرت کے تصور سے گناہوں سے رکتے ہیں وہ اول درجے کے لوگ ہیں، جن کو حق الیقین ہو جاتا ہے اور وہ حق الیقین کے لئے اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا کے نمونے دیکھتے ہیں۔ جزا اور سزا کا ایک مضمون اس دنیا میں ان کو نظر آتا ہے اور بعض لوگ اس کو محسوس بھی نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ حس دے دیتا ہے کہ اپنے روزمرہ کے واقعات میں کبھی کوئی کوتاہی ہو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جزا کا اتنا قطعی ثبوت ملتا ہے یعنی نیکی ہو تو اس کے بدلے میں جزاء کا اور بدی کی صورت میں سزا کا، کہ وہ لوگ جو ان شواہد سے گزرتے ہیں ان کو قیامت پر حق الیقین ہو جاتا ہے اور یہ یقین ان کو گناہوں سے باز رکھتا ہے۔

امام مہدی کے انکار کی اصل وجہ

امام مہدی کے بارہ میں مولوی مودودی صاحب کے موقف کا خلاصہ تبصرہ کے لئے پیش ہوا کہ مہدی کے نام سے دین میں کوئی خاص منصب قائم نہیں کیا گیا جس پر ایمان لانا ویسا ہی ضروری ہو جیسا انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ جن امور پر انسان کی نجات کا مدار ہے ان کو پوری صراحت کے ساتھ قرآن کریم نے بیان کر دیا ہے۔ امام مہدی کا ذکر ہمیں قرآن کریم میں کہیں نہیں ملتا۔ انبیاء کے زمرہ میں بھی امام مہدی نہیں آتے کیونکہ انبیاء کی صفت قرآن کریم میں ہادی بیان کی ہے مہدی کا نام کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

حضور نے فرمایا اگر مودودی صاحب نے واقعۃً یہ لکھا ہے تو بالکل جھوٹ بول رہے ہیں، قرآن پر افتراء باندھ رہے ہیں۔ قرآن نے کبھی بھی انبیاء کو ہادی بیان نہیں فرمایا بلکہ مہدی بیان فرمایا ہے۔ سورہ انبیاء میں مثلاً واضح طور پر انبیاء کی فہرست بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وجعلنٰھم ائمۃ" ہم نے ان سب کو امام بنایا "یھدون بامرنا" وہ ہمارے امر سے ہدایت دیتے تھے۔ اور جو امر پا کر ہدایت دے وہ مہدی ہوتا ہے اور جو اپنی طرف سے ہدایت دے وہ ہادی ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے "یھدون بامرنا" کہہ کر ان کو مہدی قرار دیا ہے۔ "واوحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و کانوا لنا عابدین" (الانبیاء: ۷۴)۔ کہ ہم نے ان پر وحی کی اور اچھی باتوں کے معاملات ان کو سمجھائے اور نماز قائم کرنے اور صدقہ و خیرات کے معاملات ان کو سمجھائے اور وہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔ وہ ہم سے جو باتیں سیکھتے تھے۔ وہی آگے بیان کرتے تھے۔

پس ایسا شخص جو ہدایت پانے کے بعد ہدایت دے اس کو مہدی کہتے ہیں کیونکہ "یھدون بامرنا" اور "ائمۃ" کے لفظ میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ خدا امام بناتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۲)

نکس وامیکا (Nux Vomica) کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۰ جون ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۲۰ جون ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں مختلف ہومیو ادویہ کے خواص کا ذکر فرمایا۔

نکس وامیکا (Nux Vomica)

حضور ایدہ اللہ نے نکس وامیکا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کچلہ ہے۔ کچلہ کئی دواؤں کا توڑ ہے۔ ایسے مریض جنہوں نے کئی قسم کی ہومیو ادویہ استعمال کی ہوں ان کو فوری طور پر نکس وامیکا دیں تاکہ سابقہ دواؤں کا اثر ختم ہو جائے۔

حضور نے فرمایا کہ نکس وامیکا، سلفر کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے۔ سلفر بہت ڈیپ ایکشن دوا ہے۔ سلفر چوٹی کی دواؤں میں سے ہے۔ سل وغیرہ میں، کینسر میں، گلینڈز کی گہری تکالیف میں استعمال ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ اس کا اثر جگر پر ہوتا ہے اس کے حوالے سے دل پر اثرات ہوتے ہیں۔ پھیپھڑوں پر گہرا اثر کرتی ہے۔ دل پر براہ راست اثر نہیں کرتی۔

نکس وامیکا سلفر کا جھاڑو ہے۔ سلفر جن چیزوں کو باہر نکالے گی نکس وامیکا اسے جھاڑو دے کر صاف کر دے گی۔ جن گہری بیماریوں کا علاج سلفر ہو اس کی ظاہری علامات اور تکالیف کو دور کرنے کے لئے نکس وامیکا استعمال ہوتی ہے۔

نکس وامیکا بہت سی ادویہ کا اینٹی ڈوٹ ہے۔ بعض خاص قسم کی الرجی کی بھی انٹی ڈوٹ ہے۔ بعض لوگوں کو چاول سے یا گوشت سے الرجی ہوتی ہے۔ جن کو چاول سے تیزابیت بڑھے اور تکلیف ہو ان پر نکس وامیکا مستقل استعمال کریں تو ایسے مریضوں کو ہمیشہ فائدہ دے گی۔

حضور نے بیان فرمایا جتنی انٹی بایوٹک ادویہ ہیں سب میں سلفر ہوتی ہے۔ ان کی بھرمار جگر پر اثر کرتی ہے۔ جن مریضوں کو بار بار اینٹی بائیوٹک کھانے کی عادت پڑ جائے کچھ دیر بعد وہ جراثیم ان اینٹی بائیوٹک کا توڑ مرض بنا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے پھر مریض کو زیادہ انٹی بائیوٹک درکار ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وائرس جراثیم سے ادنیٰ حالت ہے زندگی کی جس میں زندگی کی ساری علامتیں نہیں پائی جاتیں، کچھ پائی جاتی ہیں۔ اور یہ بہت جلد اپنے روپ بدلتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ اگر کوئی وائرس اثر دکھا رہا ہے آپ نے اس کا اینٹی ڈوٹ دیا وہ مر گیا۔ لیکن فی الحقیقت وہ مرا نہیں ہوتا وہ اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ نئی دوا دیں تو پھر وہ اپنی شکل بدل لے گا۔ اس لئے وائرس والی بیماریوں پر انٹی بائیوٹک اکثر بے اثر ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کائنات کا نظام خود بخود نہیں چل رہا۔ ایک احمدی سائنس دان اللہ کے حوالے کے بغیر کائنات کے اس نظام کا مطالعہ کر ہی نہیں سکتا۔ اگر کرے گا تو بےوقوف کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اولوالالباب کی نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کی کائنات پر غور کر کے کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے کوئی چیز باطل پیدا نہیں کی۔ کسی عقل کل نے اس دنیا جہان کو پیدا کیا ہے۔ اس کا طبعی نتیجہ یہی ہے کہ غیر معمولی عقل مند وجود کی باریک در باریک چیزوں پر بھی نظر ہو گی۔ وہ بے وجہ آنکھیں بند کر کے ایک چیز پیدا کرے اور باطل پیدا کرے یہ درست نہیں ہے۔ بہت سی نئی بیماریاں جو پیدا ہو رہی ہیں ان کی پیدائش کا سبب قدرت کے ڈیزائن کی مخالفت ہے اور خاص طور پر وہ سزا کے لئے مقرر ہوئی ہیں۔

حضور نے فرمایا سلفر سے احتیاط لازم ہے۔ یہ اینٹی بایوٹک شکلوں میں جراثیم کو مارتی ہے۔ اس لئے جراثیم بچنے کی خاطر نئی نئی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھک دواؤں میں یہ خرابی نہیں ہوتی۔ ان کے خلاف جراثیم نئی شکلیں اختیار نہیں کر سکتا اور جگر کو بھی یہ ادویہ Suppress نہیں کرتی۔ ایلو پیتھک طریق میں جراثیم کو دوا کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ زیادہ زہر بھی برداشت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس طرح افیم اور سنکھیا کھانے کے عادی بڑی بڑی مقدار میں یہ چیزیں کھانے لگ جاتے ہیں۔ سر درد کے علاج میں اسپرین بار بار کھائی جائے تو جسم اس کا عادی ہو جاتا ہے پھر دو تین یا زائد بھی کھانی پڑتی ہیں۔ اسپرین میں ایسا مادہ ہے جو جسم کی جھلیوں پر اثر انداز ہونے لگتا ہے۔ اور اس کا خاص اثر یہ ہے کہ یہ بیرونی جلد کو سکون بخشتی ہے اور اندرونی جلد کی تکلیف بڑھاتی ہے۔ تو بیماریوں کو اندر سے باہر پھینکنے کی بجائے یہ باہر سے اندر کی طرف لے آتی ہے۔ اسی طرح جوڑوں کے درد میں اسپرین زیادہ کھائی جائے تو دل پر اثر کرنے لگ جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا سلفر اگر ایلو پیتھک طریق میں دی جائے تو ایسے ہی نقصانات کرتی ہے لیکن اگر ہومیو پیتھک طریق پر دی جائے تو بالکل برعکس اثر کرتی ہے۔ اور زندگی کو تقویت دیتی ہے۔ یہ گہرے اعضاء میں چھپی بیماریوں کو باہر نکال دیتی ہے۔ بواسیر کے لئے سلفر اچھی دوا ہے۔ بیرونی عضلات Muscles کی بیماری کے لئے نکس وامیکا مفید ہے۔ نکس وامیکا دبلے پتلے، تیزابی، غصے والے، چڑچڑے مریضوں کے لئے، جو راتوں کو لمبا جاگتے ہیں۔ مغربی تہذیب میں زیادہ شراب پینے والے اور ہماری تہذیب میں کھٹی چیزیں کھانے والے، بیٹھ کر زیادہ کام کرنے والے جن کی کمر جواب دے جاتی ہے، ایکسرسائز کرنے کا وقت نہیں ملتا، رات زیادہ جاگیں صبح دیر تک سوئیں پھر دفتر جا کر بیٹھ جائیں ان کے لئے نکس وامیکا مفید ہے۔

کمر درد کے لئے ایک پرانی دوا ایس کولس (Aesculus) ہے۔ ایس کولس اور نکس وامیکا کمر درد کے لئے مفید ہیں۔ ایس کولس کے کمر درد کے مریض میں اور نکس وامیکا کے مریض میں یہ فرق ہے کہ ایس کولس کا مریض جب کھڑا ہو کر چلنے لگتا ہے تو درد کمر کو چھوڑ کر کولہوں کی دونوں طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ جبکہ نکس وامیکا کی کمر مستقل کمر درد ہے۔ بیرونی عضلات کو ٹون اپ (Tone up) کرنے کے لئے نکس وامیکا استعمال کرائیں۔ خصوصیت سے اگر ایسا معدے کی تیزابیت کے اثر سے ہو۔ ہارٹ برن (Heart Burn) (معدے کی تیزابیت) سے اچانک شدید کمزوری ہو ان میں نکس وامیکا جادو کا سا اثر کرتی ہے۔ دو خوراکیں اوپر تلے دینے سے جلد آرام آ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس کا میں نے خود اپنے اوپر تجربہ کیا ہے۔ میں ۵۱-۱۹۵۰ء میں جب کہ جامعہ کا سٹوڈنٹ تھا مجھے سردرد Migrine ہوتی تھی۔ اس کے لئے میں سینڈول نامی دوا استعمال کرتا تھا جو کلکتے سے آتی تھی۔ اس کے علاوہ اسپرین زیادہ کھانے سے معدے میں تیزابیت اتنی زیادہ ہو جاتی تھی کہ الٹی آنے لگتی تھی۔ اس کے علاج کے لئے کبھی سوڈا کھانے کی کوشش کی تو بعد میں پہلے سے زیادہ تیزابیت ہو جاتی تھی ان حالات سے گزرتے ہوئے وہ آخری مرحلہ آ گیا کہ بعض دفعہ لگتا تھا کہ جسم سے جان نکل گئی ہے۔ یہ کیفیت دو دو تین تین دن تک رہتی تھی۔ اس دوران ہومیو پیتھی میں دلچسپی لینی شروع کی تو نکس وامیکا Nux Vomica کا خیال آیا۔ پندرہ منٹ کے وقفے سے دو خوراکیں میں نے لیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

حضور نے فرمایا کہ ایسڈ بڑھنے سے جب مسلز سے جان نکل جائے اور تیزابی مادے مختلف جگہوں پر گڑبڑ پیدا کریں، Havoc دکھائیں تو وہاں نکس وامیکا بالعموم فائدہ بخشتی ہے۔

حضور نے بتایا کہ نکس وامیکا کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ یہ معدے سے مقعد تک انتڑیوں کی حرکت کو ست کر دیتی ہے۔ انتڑیوں کی یہ خاص حرکت ۱۴ گھنٹے میں منہ سے لے کر آخر تک اپنا دور مکمل کر لیتی ہے اور چودہ گھنٹے کے بعد کچھ دیر کے لئے یہ مادہ Rec-tum میں موجود رہتا ہے۔ وہاں یہ پانی چوستا ہے اور سب کچھ نچوڑنے کے بعد حرکت پیدا ہوتی ہے اور قریباً ۲۴ گھنٹوں میں سارا کام مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر اس میں فرق ہو تو قبض یا اسہال ہو جاتے ہیں اگر یہ حرکت جلدی ہو تو اسہال ہو جاتے ہیں۔ نکس وامیکا ایسی علامت میں اس حرکت کو ست کر دیتی ہے اور بعض دفعہ نارمل کر دیتی ہے۔ اس سے اجابت خشک ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ قبض نہیں۔ اگر ایسی علامت کے ساتھ نرم اجابت ہو تو یہ پلسٹیلا (Pulsatilla) کا کیس ہے۔ یہ خشک کرنے کی بجائے ایسی Irritation کرتی ہے جس سے حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ نکس وامیکا سے علاج میں تیزابیت کا رجحان کم ہو جاتا ہے۔ نکس وامیکا کا ایک تعلق تشنجی حالتوں سے ہے۔ کیوپرم اور بیلاڈونا میں بھی تشنجی حالت پائی جاتی ہے اور تشنجی حالت گرمی سے بڑھتی ہے۔ لیکن نکس وامیکا کا مزاج ویسے ٹھنڈا ہے۔ اس کے مریض کو زیادہ سردی لگتی ہے۔ سلفر کے مریض کو زیادہ گرمی لگتی ہے۔ سلفر گرم مزاج اور بیلاڈونا اور کیوپرم گرم مزاج ہے یعنی ایسے مریض کو سردی پہنچائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔ مگنیشیا کا مزاج ٹھنڈا ہے اسے گرمی پہنچائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔

نکس وامیکا انتڑیوں کے تشنج میں بہت مفید ہے۔ پیٹ درد کی ہنگامی دواؤں میں نکس وامیکا کو بھی ساتھ رکھیں۔ اچانک کولک (Colic) میں اچھا اثر دکھاتی ہے۔ مگر ہر دفعہ نہیں۔ پیٹ درد اور کولک کی اور بھی بعض دوائیں ہیں۔

بعض اوقات ایسا درد ہوتا ہے کہ آگے جھکنے سے آرام ہوتا ہے۔ مریض اکٹھا ہو کر بیٹھتا ہے۔ اس میں Colocynthis کام آتی ہے۔ نکس وامیکا اور بیلاڈونا بھی کام آتی ہے۔ دوسرے درد کی قسم یہ ہوتی ہے کہ مریض تن کر بیٹھتا ہے۔ ایسی دردیں جن میں دباؤ بڑھنے سے آرام آتا ہے۔ ان میں ڈایاسکوریا (Dioscorea) اور کولوسنتھز Colocynthis مفید ادویہ ہیں۔ کولوسنتھز (تمہ) خطرناک کڑوی دوا ہے۔ سخت تشنجی حالت پر اثر کرتی ہے۔ اگر مریض پیٹ درد میں پیچھے ہٹے تو دوا ڈایاسکوریا (Dioscorea) گھر میں رکھیں۔ اگر پیچش واضح ہو تو اس کے درد کے لئے علیحدہ دوا ہے۔ دوا تجویز کرتے وقت جو کچھ کھایا ہو اس کو سامنے رکھیں۔ بعض کو تو کوکا کولا سے اور بعض کو دوائیں کھانے سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت میں فوری اثر کی دوا پاس ہونی چاہئے۔

پیٹ درد کی ایک اور علامت اگر یہ دیکھیں کہ ٹکور سے فائدہ ہوتا ہے تو میگنیشیا فاس (Mag Phos) گرم پانی میں گھول کر دیں۔

بقیہ مختصرات

☆ ماحولیاتی آلودگی (Air Pollution) کے متعلق آج کل بہت پراپیگنڈا ہو رہا ہے۔ اسلام کی اس بارہ میں کیا تعلیم ہے؟

☆ ایک غیر از جماعت دوست نے سوال کیا ہے کہ جماعت احمدیہ میں داخلہ کے لئے جو بیعت کی صورت رکھی گئی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا یہ ضروری ہے؟

☆ کیا خواتین کا پردہ کے پیچھے بیٹھ کر نعت وغیرہ سنانا اور مردوں کا سننا درست ہے؟

☆ باکسنگ (Boxing) کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟

☆ قرآن کریم میں وضو کے متعلق تو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے مگر نماز کی تفصیل (کہ کس طرح پڑھنی چاہئے اور کتنی رکعات وغیرہ) بیان نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ دو تباہیاں یہود کے لئے مقرر تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک تباہی تو ہو گئی۔ دوسری تباہی کون سی ہے؟

☆ تمام دنیا کے موسموں میں تبدیلی رونما ہو رہی ہے جس کی ایک وجہ Pollutin ہے جو Ozone Layer کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں گرمی بڑھ رہی ہے۔ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

(ع - م - ر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

★★سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار ارشاد فرمایا "جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"۔ چنانچہ ایسے ہزاروں اصحاب احمد ہیں جن پر حضرت اقدسؑ کا یہ ارشاد صادق آتا ہے۔ انہی میں سے ایک فدائی خادم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ تھے۔ "الفضل" ربوہ کی ۲۲ اپریل کی اشاعت میں ان کے بارے میں محترم مرزا محمد اقبال صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ حضرت شیخ عرفانیؓ بلند پایہ عالم اور اخبار "الحکم" کے بانی اور پہلے ایڈیٹر تھے۔ ۱۸۷۵ء میں ولادت ہوئی۔ ہر کلاس میں امتیاز کے ساتھ کامیابی حاصل کرتے ہوئے انٹرنس تک تعلیم حاصل کی۔ خود نوشت سوانح "میری سرگذشت" میں آپؓ تحریر کرتے ہیں کہ ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدس کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ بیعت ۱۸۹۲ء میں لاہور میں کی۔ دو سال سرکاری ملازمت کرنے کے بعد اخبار نویسی کا آغاز کیا اور کئی جریدوں کو ایڈٹ کیا۔ ۱۸۹۷ء میں امرتسر سے جماعت کا پہلا ہفت روزہ اخبار "الحکم" جاری کیا۔ اخبار کا موٹو تھا "لکھنا ہے تو مت ڈر۔ ڈرنا ہے تو مت لکھ"۔ ۱۸۹۸ء میں اخبار قادیان منتقل ہوگیا اور چند برسوں کے وقفہ کے ساتھ ۱۹۴۳ء تک جاری رہا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے "الحکم" اور "بدر" کو جماعت کے بازو قرار دیا تھا۔ حضرت عرفانیؓ مدرسہ تعلیم الاسلام کے پہلے ہیڈماسٹر مقرر ہوئے۔ صدر انجمن کے اسسٹنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس کے موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی معیت میں یورپ تشریف لائے۔ تصانیف ۲۰ کے قریب ہیں۔ ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی اور دکن میں امانتاً تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ غیظ و غضب پر قابو پانے والے اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کردینے والے میرے مقربوں میں سے ہیں۔ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جب غصہ کی حالت میں کی گئی کوئی بات یا فعل نہ صرف متعلقہ شخص کے لئے شرمندگی اور قلق کا موجب بنا رہا بلکہ کئی خاندانوں کے لئے بھی شدید مصائب کا باعث بنا۔ اس سلسلہ میں محترم منیر احمد قریشی صاحب کا ایک مختصر مضمون روزنامہ "الفضل" کی ۲۵ اپریل کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار اپنی ۳۶ سالہ جیل کی ملازمت کا تجزیہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ سزائے موت کے قیدیوں کی نصف تعداد جھوٹی غیرت اور وقتی جوش کے باعث اس دردناک انجام کا شکار ہوئی۔

★★"الفضل" ربوہ کی ۶ مئی کی اشاعت کے صفحہ اول پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ ۹ دسمبر ۹۴ء سے اقتباس شائع ہوا ہے جس میں حضور فرماتے ہیں کہ غصہ بعض دفعہ دماغ کو پاگل کردیتا ہے اور غصہ میں انسان جو اقدام کر بیٹھتا ہے بعض دفعہ ساری عمر پچھتاتا ہے اور پھر بھی اس کا ازالہ نہیں کر سکتا..... پس آنحضرتؐ نے اس کا بہترین علاج یہ بیان فرمایا کہ یہ کہا کرو، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

★★۲۵ اپریل کی اشاعت میں ہی یاد رفتگان کے کالم میں محترم چودھری احمد دین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے محترم عبدالقدیر قمر صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم کے خاندان میں نفوذ احمدیت کا واقعہ ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ ایک دفعہ آپکے والد صاحب اسقدر بیمار ہوگئے کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آخری لمحات ہیں۔ اسی حالت میں غنودگی ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ میں بیماری کے ہاتھوں لاچار ہوں اور موت کے منہ میں جایا چاہتا ہوں۔ مجھ پر نظر کرم فرمائیں۔ ایسی نظر کرم ہوئی کہ جسمانی و روحانی بیماریوں سے نجات مل گئی۔ حضرت اقدسؑ نے آپکے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جاؤ اب ٹھیک ہوجاؤ گے۔ جب بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے۔ یہی نشان قبول حق کا باعث بنا۔ مرحوم ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور بستی قندھارا سنگھ ضلع رحیم یار خان میں جماعت کا قیام آپکی کوششوں سے ہی عمل میں آیا۔

★★محترم چودھری محمد علی صاحب سالہا سال پیشہ تدریس سے وابستہ رہے ہیں اور اس وقت وکیل وقف نو کے طور پر خدمات بجا لارہے ہیں لیکن آپکا شمار جماعت کے معروف شعراء میں بھی ہوتا ہے۔ نظارت اشاعت ربوہ کے زیر انتظام محترم چودھری صاحب کے ساتھ ایک شام ۱۱ اپریل کو منائی گئی جسکی صدارت مدیر "الفضل" محترم نسیم سیفی صاحب نے کی۔ تقریب کی مختصر رپورٹ روزنامہ "الفضل" کے ۲۷ اپریل کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے۔

★★محترم ڈاکٹر محمودالحسن صاحب کی ایک نظم اسی اشاعت میں شائع ہوئی ہے جسکے دو بند پیش ہیں۔

عشق الفاظ کا محتاج نہیں
عاشقی رخ سے عیاں ہوتی ہے
عشق کا ربط ہے خاموشی سے
اور ہوس چرب زباں ہوتی ہے

جان دیتے ہیں جو رہ حق میں
زندگی کا وقار ہیں وہ لوگ
غیر فانی ہے زندگی ان کی
جاودانی بہار ہیں وہ لوگ

★★الفضل کی اسی اشاعت کے اداریہ کا عنوان ہے: "عمر بڑھانے کا نسخہ"۔ اور اس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریر کا جو اقتباس دیا گیا ہے اس کا ایک حصہ ہدیہ قارئین ہے۔ "عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمہ دین حق میں مصروف ہوجاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کام کرتا ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے"۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

بقیہ سوال و جواب

پس امام مہدی کی اصطلاح قرآن کریم میں سوائے انبیاء کے اور کسی کے اوپر استعمال نہیں ہوئی۔ اگر کسی اور کے اوپر استعمال ہوئی ہے تو نکال کر دکھا دیں۔ جہاں بھی اس آیت کا مضمون بیان ہوا ہے انہی دو شرطوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور نبیوں کے سوا کوئی اور بات خدا تعالیٰ نے بیان نہیں فرمائی۔

پس یہ لوگ قرآن کریم پڑھتے نہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بات بنا ہی نہیں سکتے تھے اتنا بھی ان لوگوں کو ایمان نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے "وما ینطق عن الھویٰ ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ" (النجم : ۴، ۵) کہ محمد رسول اللہؐ کا مقام یہ ہے کہ اپنی طرف سے ایک ادنیٰ سی بات بھی بیان نہیں کرتا اور نہ بولتا ہے۔ "ان ھو الا وحی یوحیٰ" صرف وہی بات کہتا ہے جو وحی خدا کے ذریعہ اس پر کی جارہی ہے اس کے سوا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتا۔ پس مہدی کے متعلق بے شمار حدیثیں ہیں اور پھر ایسی علامتیں بیان کی گئی ہیں جو بعد میں پوری ہو گئیں ان کو مودودی دماغ جھوٹا سمجھے تو سمجھے ورنہ کوئی شریف النفس انسان اس کو جھوٹا کہہ ہی نہیں سکتا۔ "ان لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السماوات والارض" (سنن دارقطنی باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف و ھیئتھما) کی حدیث کو دیکھیں کس شان سے ایک ہی شخص کے حق میں پوری ہوئی ہے جو مہدی ہونے کا دعویدار تھا اور اس کے زمانے میں یہ واقعہ ہو گیا۔ ساری تاریخ اسلام میں کہیں ایک بھی ایسا دعویدار مہدویت نظر نہیں آتا جس کے حق میں یہ نشان ظاہر ہوا ہو یا اس کا تصور بھی اس طرف گیا ہو کہ کہیں یہ نشان ظاہر ہوچکا ہے۔ اس لئے میں جو بات کر رہا ہوں تاریخ سے پوری چھان بین کے بعد کر رہا ہوں۔ تمام تاریخ کو کھنگالنے کے بعد ایک بھی مہدویت کا دعویدار ہمیں دکھائی نہیں دیا جس نے آسمان سے ظاہر ہونے والے ان دو نشانوں کا اپنے حق میں ذکر بھی کیا ہو، قطع نظر اس کے کہ کوئی واقعہ ہوا بھی تھا یا نہیں۔ کوئی ذکر بھی نہیں ملتا۔ پس اس حدیث کے متعلق مودودی صاحب کیا کہتے ہیں کہ آیا کسی مفتری نے بنائی تھی نعوذباللہ، کہ چودہ سو سال کے بعد بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مہدی کے بارہ میں تفصیل سے باتیں کرتے ہیں تو اس کو گزشتہ علماء نے مجموعی طور پر اس خیال سے رد نہیں کیا کہ چونکہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں اس لئے یہ حدیثیں جھوٹی ہوں گی۔ کسی نے ان حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کیا کسی نے دوسرے پر چسپاں کیا مگر اس وجہ سے یہ حدیثیں رد نہیں کی گئیں کہ یہ مجوسی خیال ہے یا دوسرے خیالات ہیں جو باہر سے آگئے۔ اب جب مہدی ظاہر ہو گیا تب یہ لوگ بولے ہیں۔ اب بھاگنے کی خاطر یہ ایجادات ہیں۔ رستے ڈھونڈ رہے ہیں لیکن اللہ بھاگنے نہیں دیتا جو آیت ان کو نظر نہیں آ رہی وہ میں نے دکھا دی ہے۔ قرآن کریم میں ہدایت دینے والوں کا ذکر نہیں ملتا، ان کا ذکر ملتا ہے جو پہلے اللہ تعالیٰ سے ہدایت یافتہ ہوں پھر آگے بات کریں۔ اور انہیں کو مہدی کہتے ہیں۔ اور ساتھ آئمہ کا لفظ بھی لگا دیا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایسا کوئی انسٹی ٹیوشن دکھائی نہیں دیتا جس کا انکار یا اقرار ضروری ہو تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام مہدی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے تو امام مہدی جہاں بھی ظاہر ہوتا ہے یا دعویٰ کرتا ہے اس تک پہنچو "فبایعوہ" اس کی بیعت کرو۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ میرا سلام اس کو پہنچاؤ (طبرانی الاوسط والصغیر) تو اب مولوی مودودی صاحب کے علم میں کیا یہ حدیثیں نہیں ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ کسی انسٹی ٹیوشن کے لازم ہونے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ نہ صرف یہ کہ ذکر ملتا ہے بلکہ منطقی طور پر یہ تصور ہی ناممکن ہے کہ اللہ کسی کو امام بنائے کیونکہ امام مہدی کے متعلق سب کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا ہی اس کو امام بنائے گا اور اجازت دے کہ بے شک اس کا انکار کر دو۔ حکومت اپنے دائرہ کار میں چپڑاسی کی بات بھی منواتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ کسی کو امام بنائے اور اس کے ماننے یا نہ ماننے کے متعلق چھٹی دے دے۔ یہ مودودی وغیرہ کے نفس کے بہانے ہیں وہ گھبرا کر بھاگنا چاہتے ہیں۔

واقفین نو کے والدین کے لئے

ضروری اعلان

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

Incharge Waqfe Nau, (Central)
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL
United Kingdom

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ)
(لندن)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

مغرب کے "تین ایک اور ایک تین" دشمن

اکانومسٹ (Economist) کی اشاعت The World in 1995 پیش نظر ہے۔ اس کی Lead Story میں روس، چین اور اسلام کو مغرب کے تین حریفوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو اکانومسٹ کے ایسوسی ایٹ ایڈیٹر نے لکھا ہے۔ اور اسی Theme پر دوسرا مضمون North Africa could turn Nasty اسی اشاعت کے ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

نفس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحبان درحقیقت تو صرف اسلام ہی کو مغرب کا واحد حریف سمجھتے ہیں۔ روس اور چین کا ذکر انہوں نے محض سیاسی تکلف کے طور پر کیا ہے۔ کیونکہ روس تو اب مغرب کے ساتھ ہر قسم کے معاہدات کر رہا ہے۔ مغرب کو روس کی طرف سے اب کوئی خطرہ درپیش نہیں ہے اور چین ابھی اس قابل ہی نہیں ہو سکا کہ مغرب کے لئے خطرہ بن سکے صرف اسلام ہی مغرب کا واحد حریف اور دشمن ہے۔ مغرب کی پوری توجہ اب اسلام پر مرکوز ہو چکی ہے۔ مغرب کو اسلام کی طرف سے کون سے ایسے خطرات درپیش ہیں جن کی پیش بندی کی جا رہی ہے؟

ایڈیٹر صاحبان نے جن خطرات کی نشاندہی کر کے مغرب کو چوکس و ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) پانچ سال قبل جب کمیونزم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونا شروع ہوا تو مغرب نظریاتی، اقتصادی اور ملٹری محاذوں پر فتح حاصل کر چکا تھا۔ روس کی ٹوٹ پھوٹ مغربی نظریات کی فتح تھی۔ اقتصادی لحاظ سے مغرب کا کوئی بھی حریف نہیں تھا۔ اور اس کے بعد عراق کی جنگ سے مغرب کی عسکری برتری کا لوہا بھی دنیا سے منوایا جا چکا تھا۔ اگر مغرب نے اپنے نظریاتی، اقتصادی اور ملٹری ہتھیاروں کا عقل مندی سے استعمال کیا ہوتا تو وہ اب تک ساری دنیا کو اپنی انگلیوں پر نچوا رہا ہوتا لیکن ایڈیٹران کے خیال کے مطابق مغرب نے اپنے یہ ہتھیار عقل مندی سے استعمال نہیں کئے۔ بوزنیا، صومالیہ، روانڈا اور دیگر معاملات میں کمزوری کا مظاہرہ کر کے مغرب نے اپنا رعب ختم کر دیا۔ مغرب نے غیر مغرب کے مقابلے میں اپنا پہلا راؤنڈ ہارا تو نہیں لیکن وہ دنیا کو پوری طرح اپنی مٹھی میں نہ لے سکا جو اس کے لئے ممکن تھا۔ مغرب نے عقل اور جرات مندی سے پورا کام نہیں کیا۔ چنانچہ جو رعب و دبدبہ اس نے عراق کی جنگ کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے۔

(Economist) نے مغرب کی جس بے عقلی اور بزدلی کا رونا رویا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کو جرات سے کام لے کر صومالیہ اور بوزنیا جیسے اسلامی ممالک کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہئے تھا اور اگر کچھ مسلمان بچ بھی جاتے تو جس طرح مغرب نے عراق پر خوراک اور ادویات وغیرہ خریدنے پر پابندی لگا کر جرات مندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور لاکھوں بچوں اور عورتوں کو دودھ، خوراک اور ادویات سے محروم کر کے مرنے پر مجبور کیا ہے۔ یہی عقل مندی اور یہی جرات مندی اسے صومالیہ اور بوزنیا میں بھی کرنی چاہئے تھی۔ تاکہ دنیا پر اس کا رعب و دبدبہ قائم رہ سکے۔

عراق سے قبل مغرب کا دستور تھا کہ وہ انسانی چہرہ پہن کر ایسے غیر انسانی کام کرتا تھا۔ عراق کی جنگ میں بھی اس نے انسانی چہرہ پہننے کی کوشش تو کی لیکن اپنا اصلی چہرہ چھپا نہ سکا۔ لیکن بوزنیا پر پہنچ کر اس نے انسانی چہرہ اتار پھینکا اور تاریخ میں پہلی مرتبہ مغرب نے مسلمانوں کو مسلمان کہہ کر اور انہیں کھلم کھلا مظلوم قرار دے کر بھی ان پر ظلم جاری رکھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر بوزنین لوگوں کو مسلمان مسلمان کہہ کر مارا جائے گا تو مغربی رائے عامہ مغربی ممالک کو یہ سب کچھ کرنے دے گی وگرنہ نہیں۔ (Economist) کے ایڈیٹر صاحبان درحقیقت یہی رونا رو رہے ہیں کہ مغرب کو یہ علم ہو چکا تھا کہ مسلمانوں پر مظالم مغرب کے عوام کے نزدیک مظالم ہی نہیں ہیں بلکہ ایک مستحسن عمل ہے۔ پھر بھی مغرب نے بزدلی سے کام لے کر صومالیہ اور بوزنیا میں اسی قسم کے مظالم نہیں ڈھائے جو انہوں نے عراق میں ڈھائے تھے۔

لیکن ایڈیٹر صاحبان کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ بوزنیا میں سربوں کے کہنے پر مغربی ممالک نے سینکڑوں مرتبہ خوراک اور ادویات کے ٹرک روکے ہیں۔ اور انہیں بوزنین تک نہیں پہنچنے دیا گیا۔ بوزنیا کو اسلحہ کی سپلائی کی ناکہ بندی کر کے اور سربوں کو اسلحہ کی سپلائی کر کے سربوں کا لڑائی میں پلہ بھاری رکھا ہے۔ اور (خدا نہ کرے) مغربی اقوام اس وقت تک بوزنیا کے مسلمانوں کو باندھ کر مرواتی رہیں گی جب تک بوزنیا کا وجود ختم نہیں ہو جاتا۔ ایڈیٹر صاحبان غالباً کہہ رہے ہیں کہ مغرب کو مزید جرات کر کے خود بوزنیا پر حملے کرنے چاہئیں تاکہ دنیا کو یہ بتایا جا سکے کہ یہ پرانا مغرب نہیں ہے جسے غیر انسانی مظالم کرتے وقت Human Mask پہننے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی۔ یہ Post cold war مغرب ہے۔ جس کا واحد عسکری حریف مر چکا ہے۔ اور اب مغرب کو کسی انسانی چہرے کی ضرورت نہیں۔ اگر مغرب انسان کہلائے بغیر بھی اپنی درندگی کا اظہار کرے تو بھی دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ جس طرح Criminal Families اپنا اصل چہرہ چھپائے بغیر بھی اپنا کام جاری رکھتی ہیں اور حکومتیں بھی ان کے آگے جھکنے پر مجبور ہو جاتی ہیں وغیرہ۔

ایڈیٹرز کا خیال ہے کہ ۱۹۹۵ء کا سال بتائے گا کہ اکیسوی صدی عیسوی میں روس، چین اور اسلام میں سے کون مغرب کا سیاسی حریف بنتا ہے اور کون نہیں۔ نیز یہ کہ اسلام اور مغرب کی تہذیبوں کا ٹکراؤ وقوع میں آتا ہے یا نہیں۔ شمالی افریقہ کے حالات بالعموم اور الجیریا کے حالات بالخصوص اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مغرب اسلام سے ٹکراؤ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ خطرہ ہے کہ عرب ممالک اسلام کی انقلابی تحریکوں کے زیر اثر آجائیں گے جس سے پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعدادِ مغرب کا رخ کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ جس سے مغرب اور عربوں میں سرد یا گرم جنگ شروع ہو جائے گی۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ یہ جنگ مغرب کے کنٹرول میں رہے گی یا اگلی نسلوں تک چلے گی۔

شمالی افریقہ کی صورت حال

شمالی افریقہ اور بالخصوص الجیریا کی صورت حال اس لئے ۱۹۹۵ء کی خطرناک ترین صورت حال ہے کیونکہ شمالی افریقہ کے ممالک الجیریا، مراکو، ٹیونس، لیبیا اور مصر میں ڈکٹیٹر شپ رائج ہے۔ ان میں کسی بھی ملک نے مغربی سرمایہ داری نظام کو دل سے قبول نہیں کیا۔ تمام ممالک مسلمان ہیں، سب کی زبان عربی ہے۔ اور یہ تمام ممالک یورپ کی دہلیز پر واقع ہیں۔ مراکو کا بادشاہ بوڑھا ہو چکا ہے۔ اس میں جمہوریت نہیں ہے۔ اور مغربی صحرا پر امن نہیں ہے۔ الجیریا میں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ اسلامی قومیت مضبوط ہے۔ ۱۹۹۵ء میں الجیریا میں انتخابات ہو رہے ہیں۔ مغرب پر پناہ گزینوں کی یلغار کا خطرہ ہے اور تشدد کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ٹیونس میں سیاح قتل ہو رہے ہیں۔ لیبیا میں ڈکٹیٹر شپ مضبوط ہو چکی ہے، جمہوریت نہیں ہے۔ لیبیا کے پاس کافی اسلحہ بھی ہے۔ اور اس کے ہمسایوں کے ساتھ تعلقات بھی اچھے نہیں ہیں۔ مصر کے جنوب میں اسلامی قومیت مضبوط ہو چکی ہے۔ ۱۹۹۵ء میں انتخابات بھی ہو رہے ہیں۔ ملک میں قتل و غارت بھی مسلسل ہو رہی ہے۔ شمالی افریقہ کی اس صورت حال کا پورے مشرق وسطی پر اثر پڑنا لازم ہے اور یہ اثر خومینی کے ایرانی انقلاب سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ ان حالات کا فوری اثر امریکہ اور یورپ پر پڑ سکتا ہے۔ جس طرح رومن ایمپائر کا اثر یورپ پر ۲۰۰۰ سال قبل ٹیونس کے راستے سے ہی پڑا تھا۔ یہ خیال غلط ہے کہ ان علاقوں کے حالات کا اثر یورپ پر فوری نہیں ہوگا۔

فرانس اس خطرے کو خوب سمجھتا ہے کیونکہ وہ ان علاقوں پر حکمران رہا ہے۔ اس لئے وہ ان علاقوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ لیکن فرانس اس معاملے میں سیاسی غلطیاں کر چکا ہے۔ جن کا نتیجہ ۱۹۹۵ء میں نکلنے والا ہے۔ فرانس نے الجیریا کے ۱۹۹۲ء کے انتخابات ملتوی کرنے پر الجیریا کی مدد کر کے سیاسی غلطی کی ہے۔ جس کے نتیجہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہزاروں سیاسی قیدی جیلوں میں پڑے ہیں۔ الجیریا کی خانہ جنگی دراصل نوجوانوں کی اس خواہش کا اظہار ہے کہ وہ ایسی حکومت چاہتے ہیں جو مغرب کی اقتصادی پالیسیوں پر عمل کر کے بے روزگاری ختم کر سکے۔ ۱۹۹۵ء میں غالب امکان یہ ہے کہ اسلامی گروپ موجودہ حکومت کو ختم کر دیں گے۔ ٹیونس اور مراکو پر اس کا فوری اثر ہوگا۔ لیکن سب سے زیادہ نقصان مصر اور سعودی عرب کو ہوگا۔ مصر کے اسلامی گروپ ان واقعات سے تقویت حاصل کریں گے۔

مسلم بنیاد پرست کئی قسم کے ہیں۔ کچھ تو مغرب اور جمہوریت کے مخالف ہیں اور کچھ مسلمانوں کو ماڈرن جمہوریت سے روشناس کروانا چاہتے ہیں۔ مغرب کو چاہئے کہ خطرناک بنیاد پرستوں سے تو سختی سے نپٹے لیکن دوسروں سے تعاون کرے۔ اگر مغرب کے پسندیدہ مسلمان غالب آجائیں تو اسلام اور مغرب میں صلح ہو سکتی ہے۔ اور اگر مغرب کی غلطیوں سے دوسرا گروہ غالب آجاتا ہے تو مغرب کو اسلام سے ایک ایسے وقت میں جنگ لڑنی پڑے گی جبکہ دوسرے بین الاقوامی مسائل بھی حل طلب ہونگے۔ مغرب الجیریا سے کس طرح نپٹتا ہے وقت بتائے گا کہ مغرب کی ترجیحات درست ہیں یا غلط۔

ایران

ایران کے ملاں حکمران اشارے کر رہے ہیں کہ وہ دنیا سے صلح کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اقتصادی مسائل کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایران کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس سے دو مطالبے کئے جائیں گے۔ ایک تو یہ کہ وہ سلمان رشدی کے خلاف اپنا فتویٰ واپس لے اور دوسرے وہ اسرائیل کے ساتھ صلح کرے۔

تبصرہ

Economist. کے ان Editorials میں مغرب کی اسلام دشمنی کی وجوہات بیان کرنے کے ساتھ مغرب کی اسلام سے متوقع جنگ کی منصوبہ بندی کے خدوخال بھی واضح کر دئے گئے ہیں۔ مغرب اسلام کو اپنا بین الاقوامی سیاسی حریف سمجھتا ہے اور ان مضامین کے بین السطور مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے۔ کہ مغرب اسلام کے متعلق فیصلے کر چکا ہوا ہے۔ اور مضامین کا یہ سلسلہ مغربی رائے عامہ کو اپنی حکومتوں کے حق میں کرنے کی کوششیں ہیں نہ کہ محض موہوم خطرات کی نشان دہی۔ بلکہ روس کا مسئلہ حل ہونے کے فوراً بعد سے اس منصوبے پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ عراق کی جنگ اسی منصوبے کے تحت یکطرفہ طور پر لڑی گئی۔ پہلے جنگ کے حالات خود مغرب نے پیدا کئے اور پھر ان سے فائدہ اٹھا کر مشرق وسطی پر عملاً قبضہ کر لیا اور دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اب مغرب کا نظریاتی، اقتصادی، سیاسی اور ملٹری حریف کوئی باقی نہیں رہا اس لئے مغرب کو اب اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ دنیا اسے انسان سمجھتی ہے یا درندہ۔ اسے انسانی چہرہ پہن کر غیر انسانی مظالم ڈھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب وہ اپنے اصل چہرے کے ساتھ بھی یہ کام کرنے کا اہل ہو چکا ہے۔ اسی طرح پر صومالیہ، کردستان، بوزنیا، افغانستان، کشمیر اور چیچنیا وغیرہ اسی منصوبے کی کڑیاں ہیں۔ ۱۹۹۰ء کے بعد سے تمام گرم جنگیں صرف اور صرف مسلمان ممالک میں برپا کی گئیں اور ان کے نقصانات کو صرف مسلمان اقوام تک محدود رکھا گیا اور مغرب کو ان حالات سے متاثر

Kenssy

Fried Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONSTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

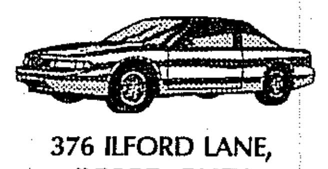

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

نہیں ہونے دیا گیا اور مغربی میڈیا (Media) نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مغربی عوام کو اسلام سے نفرت دلوا کر اپنی حکومتوں کی حمایت میں مستعد کیا جائے۔ چنانچہ سربوں کے مظالم جو ہٹلر کے مظالم سے یقیناً بڑھے ہوئے تھے، کو مغربی عوام نے بنظر تحسین دیکھا اور ان کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اگر کسی سیاسی لیڈر نے ان پر تنقید کی تو اسے زبردستی چپ کروا دیا گیا۔

ایڈیٹروں کو اقرار ہے کہ الجیریا کی خانہ جنگی فرانس کی پیدا کردہ ہے اور Spheres of Influence کے بین المغرب معاہدات کی رو سے یہ فرانس ہی کی ذمہ داری تھی کہ وہ شمالی افریقہ کو Destablise کر کے مغرب کے لئے مراکو سے سعودی عرب تک تمام مسلمان ممالک کے امور میں دخل اندازی کے جواز پیدا کرے۔ الجیریا، مراکو، ٹیونس اور مصر کے کچھ لوگوں کو بطور Refugees فرانس میں پناہ دے اور پھر شور مچائے کہ شمالی افریقہ کے ان حالات کا مغرب پر گہرا اثر پڑ رہا ہے۔ اس لئے مغرب اب خاموش نہیں رہ سکتا۔ شمالی افریقہ کے حکمرانوں کو اپنے عوام پر مظالم ڈھانے کے مشورے دیئے جائیں۔ اور ان کی مالی، سیاسی اور اخلاقی مدد کی جائے اور جب اس امداد کے نتیجے میں گڑبڑ ہو یا خانہ جنگیاں پیدا ہوں تو ان میں مداخلت کر کے مغرب کی پسندیدہ حکومتیں مسلط کر دی جائیں جن میں سعودی عرب کی طرح یہ جرات ہی نہ ہو کہ وہ مغرب کے مفاد کے خلاف کوئی کام کر سکیں۔

جو الزامات شمالی افریقہ اور عرب ممالک پر لگائے جانے والے ہیں ان کی نشان دہی بھی ان اداریوں میں بخوبی کر دی گئی ہے ان سب حکومتوں کو ڈکٹیٹرشپ کہا جائے گا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ ان تمام ڈکٹیٹروں کو مغرب ہی نے پال پوس کر جوان کیا ہے۔ ان کو جمہوریت کے دشمن کہا جائے گا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ ان جمہور دشمنوں سے مغرب کے تعلقات ہمیشہ سرپرستانہ رہے ہیں۔ کہا جائے گا کہ یہ ممالک یورپ کی دہلیز پر واقع ہیں اس لئے مغرب کو ان میں دخل اندازی کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس بات کا ذکر نہیں کیا جائے گا کہ یورپ کی اس دہلیز پر ہونے والے واقعات خود مغرب نے پیدا کئے ہیں۔ مغربی سیاحوں کے قتل کا واویلا کیا جائے گا لیکن اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے گا کہ اگر فرانس، الجیریا میں خانہ جنگی کی پشت پناہی نہ کرتا تو یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔ کہا جائے گا کہ ان ممالک کے اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات نہیں ہیں لیکن یہ ذکر نہیں کیا جائے گا کہ لیبیا کا اپنے ہمسایوں سے تعلقات میں بگاڑ مغربی سیاسی دباؤ کے تحت وقوع میں آیا ہے۔ اسلامی قومیت Islamic Nationalism اور بنیاد پرستی کو ان ممالک میں دخل اندازی کا جواز بنایا جائے گا۔ خومنی ازم (Khomeni—ism) کا نعرہ دوبارہ بلند کیا جائے گا کیونکہ مغرب کے عوام کو اس کے لئے تیار کیا جا چکا ہے۔ مسلمان ممالک کے ان گروہوں کی سرپرستی کی جائے گی جو بلاچون وچرا مغرب کے احکامات کی تعمیل کریں گے۔

اس منصوبے کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ۱۹۹۵ء ختم ہونے سے قبل ہو چکی ہوگی کیونکہ گو مغرب کا واحد سیاسی حریف تو صرف اسلام ہی ہے۔ لیکن پھر بھی روس، چین، کیوبا، شمالی کوریا اور بعض دیگر ممالک کے لئے کچھ وقت نکالنا ہی پڑے گا۔ لیکن اگر مغرب نے عقل مندی سے کام لے کر اپنا انسانی چہرہ نہ اتار پھینکا اور پوری طرح ننگا ہو کر اسلام کا مقابلہ نہ کیا تو صورت حال بگڑ بھی سکتی ہے اور اسلام مغرب کو باقی دنیا کی خبر لینے سے محروم بھی کر سکتا ہے۔

Economist کو مغرب کی سیاسی سوچ میں جو عمل دخل حاصل ہے اس کے پیش نظر ان اداریوں کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور ان کی حیثیت آراء، تجاویز یا تجزیات سے بڑھ کر مغرب کی سیاسی منصوبہ بندی کی عکاسی کی ہو جاتی ہے۔ اسلامی دنیا کو اس سیاسی تبلیغ کو اسی پس منظر میں لینا چاہئے اور اس کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہئے۔ اسلام نے مسلمانوں کو اپنی نظریاتی، عقلی، فکری، سماجی، معاشی، معاشرتی اور جغرافیائی سرحدوں پر گھوڑے باندھے رکھنے کا حکم دیا ہے اور ان کی حفاظت کا انتظام کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن ظاہری حالات یہی بتاتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی یہ سرحدیں از خود ہی مغرب کے حوالے کر دی ہوئی ہیں اور مغرب و اسلام کی یہ جنگ مغرب کے حق میں یکطرفہ جنگ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مغرب کی اس میں کامیابی یقینی ہو چکی ہے۔

لیکن اسلام کا مالک اللہ تعالیٰ بھی اس نظارے کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ ضرور ایسے سامان پیدا فرمائے گا جن سے اسلام کی غیرت نہ رکھنے والوں کو بھی سزا مل سکے اور اسلام کا بھی کوئی بال بیکا نہ ہو۔ یہ ایک Transition Period ہے، منزل نہیں۔ شاید یہ حالات پیدا کرنے میں یہی حکمت کارفرما ہو کہ اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر حملوں کا پورا پورا موقع بھی فراہم کیا جائے اور پھر حقیقی اسلام کو بچا کر دنیا پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسلام کی سچائی کا اظہار کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

جماعت احمدیہ دفاع اسلام اور احیائے اسلام کے لئے قائم کی گئی ہے اور اسے وہ عقلی، فکری، اور قلمی ہتھیار فراہم کئے گئے ہیں جن کے بغیر سچے اسلام کا دفاع اور احیاء ممکن نہیں۔ جماعت احمدیہ کو اقتصادی اور عسکری ہتھیاروں سے محروم رکھنا بھی اسی حکمت کی نشان دہی کرتا ہے کہ اسلام پر ان حملوں کا جواب قلمی اور علمی ہتھیاروں سے کیا جائے اور اسی مقصد کے لئے قلم کو وہ طاقت بخش دی گئی ہے جو تلوار کو کسی بھی زمانے میں حاصل نہیں ہو سکی۔ سائنسی دور ختم ہو کر Information کے زمانہ کو جنم دے چکا ہے۔ مغرب بھی درحقیقت انفرمیشن کے ہتھیاروں ہی سے زیادہ کام لے رہا ہے۔

حرف آخر

آخر میں اس امر کی نشان دہی کرنا ضروری ہے کہ مغرب سے اقتصادی، سیاسی اور عسکری مقابلہ کرنا ناممکن ہو چکا ہے۔ مغرب کا مقابلہ صرف اور صرف انفارمیشن کے میدان ہی میں کیا جا سکتا ہے۔ مغربی حکومتوں کی سب سے بڑی خوبی یا کمزوری یہ ہے کہ وہ اپنے عوام کے دباؤ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ باقی دنیا کے عوام کا دباؤ ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ساری دنیا بھی ان کو غلط کہتی رہے تو وہ اپنے اقتصادی، سیاسی اور عسکری نشے میں مخمور ہو کر دنیا کی رائے عامہ کی پرواہ کئے بغیر اپنی کاروائیاں جاری رکھتے ہیں۔ لیکن اگر مغربی عوام کو Educate کر کے مظالم کے خلاف کھڑا کر دیا جائے تو مغربی حکومتیں اپنے کرتوتوں سے کافی حد تک باز آ جاتی ہیں۔ ویت نام کی جنگ امریکی عوام نے ختم کروائی جبکہ عراق کی جنگ میں مغربی عوام نے اپنی حکومتوں پر اس لئے دباؤ نہیں ڈالا کہ مسلمانوں کی طرف سے انفارمیشن کی کوئی ایسی مہم نہیں چلائی گئی جس کے نتیجہ میں مغربی عوام اپنی حکومتوں کے ہاتھ باندھ سکتے۔ یا پھر مغربی عوام اس وقت اٹھتے ہیں جب مغرب کی جنگی Casualties مناسب حد سے تجاوز کر جائیں۔ مغرب کی Disinformation کا سدباب تو ہمارے بس میں ہے لیکن دوسری بات ہمارے بس میں نہیں ہے۔ سیف کا کام ہمیں قلم سے ہی کر دکھانا ہے۔

خلافت

خلافت، دین حق کی برکتوں کا اک نشاں زندہ
خدا کے نور کی نورانیت کا آسماں زندہ
نبوت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں دونوں
یہ فرمان محمد مصطفےٰ ہے ہر زماں زندہ
خدا کرتا ہے اپنے فضل سے قائم خلافت کو
اسی نے کردیا ہے آج یہ نور رواں زندہ
یہ تکمیل نبوت ہے یہ تمکین رسالت ہے
یہ انعام خدا وندی، یہی ہے ارمغاں زندہ
خلافت مومنوں کے واسطے ہے امن کا مسکن
خلافت رحمت باری رہے گی جاوداں زندہ
خلافت نے دلوں کو پھر نئی اک زندگی بخشی
خلافت نے کئے ہیں دین کے کون و مکاں زندہ
خلافت نے کیا توحید کو قائم زمانے میں
خلافت نے دیا ہم کو خدائے مہرباں زندہ
محمد مصطفےٰ کی برکتوں کے فیض سے ہم کو
ملا ہے اس زمانے میں مسیحائے زماں زندہ
خدا کا نور ہی تھے نوردیں ؓ، محمودؓ اور ناصرؒ
خدا کا نور ہیں طاہر ہمارے درمیاں زندہ
قیامت تک رہے گی اب خلافت احمدیت کی
قیامت تک رہے گا اب یہی بحر رواں زندہ
خزاں نے کردیئے سارے چمن ویران دنیا کے
مگر طیور روحانی کا ہے یہ بوستاں زندہ
مٹا سکتا نہیں ان کو کوئی دنیا کی ہستی سے
خدا کا فضل ہو جن پر، ہو جن کا پاسباں زندہ
خدا کے دین کا غلبہ خلافت سے ہے وابستہ
یہی ہے وعدہ مہدیؑ، یہی ہے اک بیاں زندہ
اٹھو! دین خدا کو ہم زمانے بھر میں پھیلائیں
اٹھو! کردیں خدا کے نور سے سارا جہاں زندہ

(سراج الحق قریشی)

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آسٹریلیا کے معاشرہ کا ایک پہلو

آسٹریلیا کا معاشرہ بنیادی طور پر مغربی معاشرے کا ہی حصہ ہے۔ ایک مضمون نگار نے اپنے مقالہ میں اس معاشرہ کے ایک خاص پہلو کو موضوع سخن بنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آسٹریلیا کے لوگوں نے اپنے ارد گرد قلعے چن رکھے ہیں اور ان میں بند ہو کر ایک دفاعی نوعیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہاں کے ڈاکٹر نسخہ تجویز کرنے سے پہلے یہ سوچتے ہیں کہ غلط تشخیص کی صورت میں کیا قانونی نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ استاد نجی محفلوں میں اپنے طلباء کو ناقص تعلیم و تربیت اور شوقیہ جرائم کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا سیاست دان اگر مذاق میں بھی کوئی ایسی بات کہہ دے جو لوگوں کی طبع نازک پر گراں گزرے تو اس کو اس قدر سخت تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے کہ دوبارہ اس طرح کا مذاق کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ ایک وقت تھا کہ سوسائٹی کے بعض طبقات بالعموم عوامی گرفت سے بچے رہتے تھے جیسے ماہرین علوم، مذہبی رہنما اور اساتذہ وغیرہ مگر اب ان سے بھی کوئی لحاظ نہیں روا رکھا جاتا۔ کمپنیوں کے ڈائریکٹر اور آجر و مزدور اپنے اپنے حقوق لینے اور دوسروں پر ذمہ داری ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہاں تو سانپ مارنے کی ذمہ داری بھی لوگ نہیں لیتے اور متعلقہ محکمہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ قانون کے مطابق چور اور ڈاکو کے خلاف صرف ضروری حد تک ہی طاقت استعمال کرنے کی اجازت ہے یعنی جو اس کی طرف سے پیش آمدہ خطرہ سے مطابقت رکھتی ہو۔ ورنہ صاحب خانہ بھی مورد الزام ٹھہرے گا۔ ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ معاملات کاروباری ہوں یا ذاتی نوعیت کے اگر میں نے کوئی بات کہہ دی تو اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہو جائے گی۔ لہذا اپنے کام سے کام رکھو اور ارد گرد سے صرف اپنے مفاد کی حد تک تعلق رکھو۔ کسی کی نجی زندگی کے بارہ میں تجسس سخت ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی پرائیویسی پر حملہ تصور ہوتا ہے۔ اس صورت حال پر نیو ساؤتھ ویلز کے چیف جسٹس Justice Murray Gleeson نے بڑا دلچسپ تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے کلچر کو "اپنا حق جتانے اور دوسروں پر ذمہ داری ڈالنے کی سوسائٹی قرار دیا ہے یعنی A claiming and blaming Society جہاں ہر فرد ایک طرف تو اپنا حق حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے۔ اور دوسری طرف اپنے ہر مسئلے کے لئے کسی دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانے کا متلاشی رہتا ہے۔ اور اپنے ہر حادثہ کے لئے کسی دوسرے پر مقدمہ دائر کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں اور کمزوروں پر شفقت بہت کم نظر آتی ہے۔ والدین اور اساتذہ نئی نسل کی آزاد روی کے ہاتھوں پریشان ہیں۔ خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ہر آدمی اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہے۔

دراصل یہ صورت حال "بے خدا معاشرہ" (Godless Society) اور مادہ پرستی (Materialism) کا لازمی نتیجہ ہے۔ جہاں اشتراکیت نے انفرادی آزادی کو کچل کر اجتماعیت پر حد سے زیادہ زور دیا تھا، سرمایہ داری نظام نے انفرادی آزادی پر حد سے زیادہ زور دے کر اجتماعیت اور بھائی چارہ کی فضا کو نقصان پہنچایا۔ اسلام نے انفرادیت اور اجتماعیت کے درمیان ایک حسین توازن قائم کیا ہے۔ دوسروں کی سچی ہمدردی اور ان کے لئے قربانی عقیدہ توحید و آخرت پر پختہ یقین کے بغیر ممکن نہیں اور یہی وہ جڑ ہے جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شاخیں پھوٹتی ہیں اور پھر بجائے اس کے کہ ہر فرد اپنا علیحدہ قلعہ تعمیر کرے سارا معاشرہ ایک محفوظ قلعہ کے اندر آ جاتا ہے۔

آسٹریلیا کے شہر پرتھ میں شہاب ثاقب کا دھماکہ

مورخہ یکم مئی ۱۹۹۵ء کو پرتھ (Perth) مغربی آسٹریلیا پر ایک شہاب ثاقب ۴۰ ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آ گرا۔ اس وقت رات کے دو بجے تھے اور لوگ محو خواب تھے۔ اچانک تیز روشنی کے ساتھ سخت دھماکہ ہوا اور سارا آسمان روشن ہو گیا۔ ہزاروں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کسی نے کہا بادل گرجا ہے۔ کسی نے سمجھا کوئی ہوائی جہاز زمین سے ٹکرایا ہے۔ کسی نے ٹریفک کا حادثہ خیال کیا اور کسی نے اسے نقب زنوں کی کاروائی سمجھا۔ پولیس اسٹیشنوں کو ہزاروں ٹیلی فون کئے گئے۔ غرضیکہ ۱۲ لاکھ کی آبادی کا شہر خوف و ہراس میں مبتلا ہو گیا۔

ماہرین کا اندازہ ہے کہ اس شہاب ثاقب کا سائز باسکٹ بال کے میدان کے برابر تھا اور کروڑوں سالوں سے آسمان میں چکر لگا رہا تھا۔ عام طور پر شہاب ثاقب یا سیارچہ جب زمین سے ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر پہنچتا ہے تو جل جاتا ہے لیکن یہ شہاب ثاقب اس وقت چار ٹکڑے ہوا جب زمین سے ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر پہنچا۔ زمین کے ارد گرد ایک ہوائی غلاف زمین کی اسی طرح حفاظت کر رہا ہے جیسے مکان کی چھت ورنہ زمین پر آبادی ممکن نہ تھی۔ جب شہاب ثاقب اس علاقہ میں داخل ہوا تو رگڑ کی گرمی سے جل اٹھا اور تیز روشنی کے ساتھ اس کے ذرے فضا میں بکھر گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس امر کا امکان بہت کم ہے کہ اس کا کوئی ٹکڑا کہیں زمین پر گرا پڑا مل جائے۔

اللہ نے آسمان کو بطور چھت کے بنایا ہے اور اس چھت نے اہل پرتھ کو ایک بڑی تباہی سے بچا لیا۔ الحمدللہ۔

—○○—

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
2nd June 1995 - 15th June 1995

FRIDAY 2ND JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.25 part 1
1.00	News
1.30	Eid Sermon (Repeat) 10/5/1995
2.40	Nazam
2.45	Guldasta
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 3RD JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA variety : "Khilafat" 2nd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 25 part 2
1.00	News
1.30	"Children's Corner":Eid Milan from UK
3.00	Nazam
3.05	MTA variety German programme "Introduction to Ahmadiyyat" part 8
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 4TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Food for thought" 2nd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 26 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "Medina-tul- Zohra" Documantry
3.00	Nazam
3.05	Letter from London by Ameer sahib UK
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 5TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Profile "A smile on all faces"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 26 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:"Visit to Spain" 2nd part
2.00	"Children's Corner" Mulqat with Imam 3/6/95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety : German programme Q/A about Ahmadiyyat(Bosnians)
3.30	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 6TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: "Health care of Mother and Child" part 4
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 27 part 1
1.00	News
1.20	From the archive Jalsa Salana speech by Hadhrat Khalifatul Masaih IV 1983 2nd day Rabwah
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson AL-MAIDAH
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 8
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 7TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks:"Meet our friends" part 2
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 27 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:"A visit to Spain " 3rd part
2.00	Tarjamat tul Quran
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: Seerat un Nabi (saw) "Ghazwa Badar mein Khulqi Azam" by Mir Mahmood Ahmad Nasir
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 8TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters: with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 28 Part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain" 4th part
2.00	Tarjamat tul Quran
3.00	Nazam
3.05	"Children's Corner" Eid Milan programme from Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 9TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.28 part 2
1.00	News
1.30	Friday Sermon LIVE
2.40	Nazam
2.45	Mulaqat with Urdu speaking fiends.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 10TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA variety Khilafat- part 3
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 29 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Canada"
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor 10-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme "Quiz programme" part 1
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 11TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Food for thought" 2nd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 29 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Mulaqat" with English delegates
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :Letter from London by Ameer sahib UK
3.30	MTA variety :German programme: "Introduction to Ahmadiyyat" part 9
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 12TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Profile "The farmer"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 30 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Natural Cure" Homeopathy
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme - An interview with 2 Bosnian army officers.
3.30	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 13TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 5
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 30 part 2
1.00	News
1.30	Around the globe: " An interview with members of Bosniasn convoy (Repeat).
2.00	"Natural Cure" Homeopathy
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson ALMAIDAH
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 9
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 14TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks:"Meet our friends" part 2
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 31 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Quran Class" Tarjamatul Quran
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: An interview with Maulana Mohammad Siddique Gurdaspuri sb. and his wife. Host Fuzail Ayaz Ahmad.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 15TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters:"First aid" with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 28 Part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain" 4th part
2.00	"Quran Class" Tarjamat tul Quran
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :"Quiz programme" Khuddam of Pakistan
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice.
We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "Learning Languages with Huzoor"

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, June 2, 1995 No. 22

شذرات

(م-ا-ح)

یہ امر باعث مسرت ہے کہ الفضل انٹرنیشنل کو غیر از جماعت احباب بھی شوق سے پڑھتے ہیں اور اس وقت اور بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جب ان میں سے بعض سنجیدہ شرفا ہمارے کسی بیان پر گرفت فرماتے ہیں یا کسی بات کی وضاحت چاہتے ہیں۔ ماضی میں ایسے مواقع پر ہم نے انہی کالموں میں اپنی معلومات کے ذرائع مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ اس مرتبہ ہمارے ایک کرم فرمانے گلہ کیا ہے کہ احراری عرف ختم نبوت کے ملاؤں کی مجمع بازی، یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی کا تذکرہ کرتے ہوئے سٹیج پر ان کے ناچنے تھرکنے، کولہے مٹکانے اور گا بجا کر سب و دشنام اور فحش اشعار الاپنے کا الزام کیوں لگایا ہے اور اگر وہ واقعی ایسے اداکار تھے تو اس کا ثبوت کیوں نہیں دیا۔ ہمارے یہ دوست کسی زمانہ میں احرار کے سرجوش رضا کار اور بعد میں شورش کاشمیری کی تنظیم جواناں سے منسلک رہے ہیں اس لئے اس طائفہ سے ایک گونہ عقیدت رکھتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ہمارا انکشاف انہیں ناپسند ہوا۔

دراصل بعض حقائق اس قدر معروف ہوتے ہیں اور اتنی شہرت پا چکے ہوتے ہیں کہ زبان زد عوام ہونے کی وجہ سے ضرب المثل کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں اب اگر کوئی کہے کہ گاندھی جی کے ننگ دھڑنگ رہنے، جواہر لال کی کہہ مکرنیاں، نواب بہادر یار جنگ کے زور خطابت یا مولانا ظفر علی خان کی بدیہہ گوئی کا ثبوت پیش کرو ورنہ اپنے الفاظ واپس لو تو ہم یہ عرض کر سکتے ہیں کہ انہیں تسلیم نہ کرنے میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ یہ ایک پوری نسل کا وقفہ ہے جو ہمارے تمہارے درمیان آ گیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب یہ امور عوام کے مشاہدہ میں تھے اور اس زمانے کی زبان خلق ہی نقارہ خدا ہوا کرتی تھی۔

آج بھی ہمیں احراریوں یا اس قماش کے دوسرے شعبدہ بازوں کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کے خاندانوں سے کچھ پرخاش نہیں۔ لیکن ان کی عوامی زندگی کے کچھ راز ہائے دروں ایسے ہیں جن سے قومی زندگی میں غلط تاثر ابھرتا ہے اور ان کے سیاسی چلتروں یا سماجی ہیرا پھیریوں کے ذکر سے برخود غلط لوگ تاریخ کو مسخ کرنے کے درپے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جن گھرانوں کی پیداوار ہیں انہی سے منسوب رہیں اور ان کی مذموم کرتوتیں آنے والی نسلوں کی عبرت کے لئے محفوظ کر لی جائیں اور انہیں علم رہے کہ یہی وہ لوگ تھے جو کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے اور ان کے ہر کارنامہ اور ہر تحریک کے پیچھے بدنیتی، فساد اور روپے کا لین دین کس طرح ہوتا تھا۔ اگر ان کی اصلیت کا پردہ فاش نہ کیا گیا تو کچھ عجب نہیں کہ ایک عرصے بعد ان کی قبروں پر سالانہ عرس ہونے لگیں اور لوگ ان بے منت لوگوں کی مٹی سے منتیں ماننے لگیں۔

جہاں تک زیر نظر معاملہ یعنی احراری مقررین کی مجمع بازی، یاوہ گوئی، تھرک تھرک اور کولہے مٹکا کر فحش گانے کا سوال ہے تب ان کا یہ کردار بھی زبان زد عوام تھا اور وہ منڈوے کے پیسے بچا کر موچی دروازے میں ان کا تماشا مفت دیکھنے آئے تھے۔ یہ سب کچھ ہمارا اپنا دیکھا ہوا ہے لیکن یہ استفسار کنندہ کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ مشہور احراری کارکن غلام نبی جانباز نے اپنی ضخیم کتاب "کاروان احرار" یا شورش کاشمیری نے اس موضوع پر اپنی یادداشتوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ یہاں دستیاب نہیں کہ ہم باب اور صفحہ کی قید سے حوالہ نقل کر دیں لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ درج ذیل تحریر سے ان کی تشفی ہو جائے گی اور وہ ہم پر سے افتراء کا الزام اٹھا لیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں:

کتاب کا نام "میری گلیاں میرا شہر" جسے اجالا پبلیکیشنز، ۱۳ اڈی ون، گلشن اقبال کراچی نے شائع کیا ہے۔ اس کے مصنف جناب رفیق چوہدری رقمطراز ہیں: "عطاء اللہ شاہ بخاری جیسا مقرر چشم گردوں نے پھر نہ دیکھا۔ ان کے ہاتھ میں عصا نما ایک چھڑی ہوتی تھی۔ تقریر فرماتے ہوئے جوش خطابت میں وہ چھڑی کو گردن کے پیچھے سے دونوں کندھوں پر رکھے دونوں ہاتھوں سے پکڑے اچھلتے اور زور سے کہتے:

چیناانج چھڑیدا۔ او چیناانج چھڑیدا

(ریچھ کو نچاتے ہوئے قلندر یہ بول بولتا ہے۔ منہ) تو سارا مجمع ان کے ساتھ ناچنے لگتا اور بول دہراتا تھا" (صفحہ ۱۷۵، اکتوبر ۱۹۸۹ء ایڈیشن)

اب اگر یہ مریداں مے پرانند نہیں ہے تو جہاں اس ٹولے کا یہ گرو اس طرح ناپتا تھا تو اس کے چیلے تو ایک قدم آگے ہی تھرکتے ہونگے۔ اسی سے باقیوں کا اندازہ کر لیں۔ اور محمد علی جالندھری کی سٹیج پر فحش گوئی اور فحش گائیکی کا ذکر تو ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی رپورٹ میں محفوظ ہو چکا ہے۔ اور اس کا حوالہ ہم اپنے سابقہ شذرے میں دے چکے ہیں۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

امانت کا حق ادا کرنے کا تعلق انسان کی ذات کی شرافت اور نجابت سے ہے۔ وہ ہو تو پھر یہ ذمہ داری انسان ادا کر سکتا ہے

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

اسرائیل نے عربوں کی مزید زمین ہتھیالی۔ معاہدہ کی خلاف ورزی:۔

(فلسطین) فلسطین میں اسرائیل نے عربوں کی زمین کو ہتھیا کر وہاں یہودیوں کی آبادکاری کی مہم کو تیز تر کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مشرقی یروشلم میں ۱۳۰ ایکڑ سے زائد رقبہ جو زیادہ تر عربوں کی ملکیت تھا ضبط کر لیا گیا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس رقبہ پر ۵۰ ہزار یہودیوں کو آباد کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ مشرقی یروشلم میں پہلے ہی ایک لاکھ ساٹھ ہزار یہودی آباد کئے جا چکے ہیں۔ ضبطی کا یہ حکم اسرائیل کی ہاؤسنگ منسٹری کی درخواست پر دیا گیا ہے جس پر وزیر مالیات نے دستخط کر کے منظوری دی۔ اس طرح گویا یہ حکم اسرائیلی حکومت کا ایک باضابطہ حکم تھا۔

مشرقی یروشلم میں ۱۹۹۱ء کے بعد زمین کی ضبطی کا یہ پہلا واقعہ ہے۔ اس تازہ واردات پر فلسطینی لیڈروں نے سخت احتجاج کیا ہے۔ یاسر عرفات نے کہا ہے کہ "اسرائیل کی حکومت روزانہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتی ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا اور زمین کی ضبطی کا یہ حکم ان خلاف ورزیوں میں سے ایک ہے۔" اسرائیل کے بائیں بازو کے لیڈروں نے بھی اس حکم کی مذمت کی ہے۔ وزیر مواصلات Shulamit Aloni نے کہا ہے کہ کابینہ میں اس پر کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ انہوں نے اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "اس بات کے باوجود کہ ابھی زمین کی ضبطی کے پچھلے واقعات کے زخم مندمل نہیں ہوئے ہم مزید سے مزید زمینیں چھینتے جا رہے ہیں"۔

تازہ ترین خبروں کے مطابق عالمی رائے کے دباؤ کی وجہ سے اسرائیل نے فی الحال زمین کی ضبطی کے فیصلے کو واپس لے لیا ہے۔

شراب کے فوائد کے مقابلہ میں نقصانات زیادہ ہیں۔

(انگلستان) برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن شراب کے استعمال پر ایک طویل تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ شراب کی معمولی مقدار بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شراب کے فوائد کے مقابلے میں نقصانات زیادہ ہیں اس لئے کسی بھی صورت میں شراب کے معمولی اثر کے تحت بھی ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی مشینوں پر کام کرنا چاہئے۔

انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ شراب نوشی کا ہر شخص کی عمومی کارکردگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ یہ رپورٹ ابتدائی طور پر رائل کالج آف جنرل پریکٹیشنرز، سائیکاٹرسٹس اینڈ فزیشنز کی طرف سے ۱۹۸۷ء میں طویل تحقیقاتی شہادتوں کی بنیاد پر مرتب کی گئی تھی جس کی اب برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن نے توثیق کی ہے۔

ملک میں کالا دھن بڑھکر ۳۵۰ ارب روپے تک پہنچ گیا۔

(پاکستان) پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کی مارکیٹ میں کالا دھن بڑھ کر ۳۵۰ ارب روپے تک پہنچ گیا ہے جو ملک کی مجموعی پیداوار کے ۲۰ فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کے ڈرگ کنٹرول پروگرام کے باوجود پاکستان سے ہر سال ۵۰ ارب روپے کی منشیات برآمد ہوتی ہیں۔ ہر سال ۷۰ ارب کے ٹیکس چوری ہوتے ہیں اور ایک سو ارب روپے کے قرضوں کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس طرح قومی خزانہ کو ہر سال اربوں روپے سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

قدیم مسجد جلاکر راکھ کر دی گئی۔

(کشمیر) اخباری اطلاع کے مطابق چرار شریف کے قصبہ میں واقع ایک قدیم مسجد و درگاہ نورالدین ولی کو شہید کر دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بھارتی فوجی آپریشن کے دوران جو چار گھنٹہ تک جاری رہا سو کے لگ بھگ دیگر افراد ہلاک ہوئے اور ۱۵۰۰ سے زائد مکانات و دوکانیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ بھارتی فوج کے مطابق کشمیری مجاہدین نے خود درگاہ کو آگ لگائی ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایسی کاروائیاں انتہائی افسوسناک ہیں۔

امسال ۱۵ لاکھ افراد نے حج کیا

(مکہ مکرمہ) اخباری اطلاعات کے مطابق امسال تقریباً ۱۵ لاکھ سے زائد مسلمانوں نے فریضہ حج ادا کیا جس میں سے ۱۰ لاکھ ۴۰ ہزار حاجی سعودی عرب کے باہر سے آئے تھے ان میں انڈونیشیا سے ایک لاکھ ۲۰ ہزار پاکستان سے ایک لاکھ، ایران سے ۷۰ ہزار، لیبیا سے ۶ ہزار عازمین حج مکہ پہنچے۔ عراق سے امسال کوئی حاجی نہیں آسکا۔ اس کے علاوہ ۵۰۰ بوزنین بھی حج کے لئے آئے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad